لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

سیرتِ مصطفیٰ

یعنی

علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند، جی، سی، ایس آئی،
جی سی، آئی ای و جی بی ای فرمانروای بھوپال دام اقبالہا بالعز والاقبال
کی
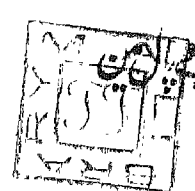
اُن تقاریر کا مجموعہ جو پرنسس آف ویلز لیڈیز کلب بھوپال میں
وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائی گئیں

۱۳۳۸ھ
۱۹۱۹ء

مطبع سلطانی ... بھوپال باہتمام منشی محمد عبد الرحیم صاحب مہتمم مطبع ...

فہرست مضامین کتاب سیرت مصطفےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

دنیا مین جس قدر بڑے اور اعلی شخصیت کے آدمی گذرے ہین ان مین سب سے اعلی اور ممتاز ترین شخصیت جن کی ہے وہ ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

حسن عقیدت کی بنا پر ہر شخص اپنے پیشوا کے حق مین سب سے بلند و برتر شخصیت کا دعوی کریگا مگر انصاف اور تاریخ کا یہی فیصلہ ہے کہ دنیا کے بزرگ ترین انسان حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام ہین یہی وجہ ہے کہ جس قدر تذکرے اور سوانح عمریان آپ کی لکھی گئین اتنی اور کسی بانی مذہب کسی مصلح اور کسی فاتح کی نہین لکھی گئین۔

اسلامی زبانون کے علاوہ اس وقت دنیا کی کوئی مہذب اور علمی زبان ایسی نہین ہے جس مین آپ کی متعدد سوانح عمریان موجود نہ ہون جن کے مصنف زیادہ تر غیر اقوام اور غیر مذہب کے لوگ ہین جن مصنفین نے تعصب سے آزاد ہو کر آپ کے حالات زندگی

مرتب کیئے ہین انہون نے آپ کی اعلیٰ شخصیت کا اعتراف کیا ہے اور یہ بات تسلیم کی ہے کہ آپ کی زندگی ہر شخص کے لیئے ایک بہترین اسوہ حسنہ ہے کیونکہ آپ ایک پیغمبر بھی تھے - ایک مقنن بھی تھے ۔ ایک سپہ سالار بھی تھے آپ ایک قاضی بھی تھے ایک تاجر بھی تھے ، اور آپ ایک صاحب اہل و عیال بھی تھے -

اگر مذہبی حسن عقیدت اور تھوڑی دیر کے لیئے اس حیثیت سے کہ آپ خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر تھے قطع نظر کرکے دیکھا جائے تو بھی آپ کی اعلیٰ سے اعلیٰ شخصیت سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا -

دنیا مین جسقدر بڑے لوگ گذرے ہین وہ تین قسم کے ہین ایک وہ ہین جنہون نے ایک مذہب کی بنیاد ڈالی ، بعض نے سلطنتین قائم کین اور کچھ ایک قوم پیدا کرنے والے ہوے ہین - لیکن ہمارے حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والسلام مین یہ تینون حیثیتین جمع تہین - آپ ایک آسمانی مذہب بھی لے کر آئے آپ نے ایک قوم بہی پیدا کی اور آپ نے ایک سلطنت بہی قائم فرمائی -

مسلمانون کے نزدیک آپ کے حالات زندگی مرتب کرنا ایک بہت بڑی دینی خدمت ہے اور جس طرح دینی کتابون کی اشاعت ثواب کا ذریعہ ہے اسی طرح حضور سرور کائنات کے مقدس حالات زندگی کی اشاعت فلاح اخروی کا باعث ہے -

اس ریاست کی ایک صدی سے مذہبی خدمات اور اشاعت علوم دینی مین امتیازی حیثیت رہی ہے - اور اس امتیازی حیثیت کو فرمانروا بیگمات نے

ہی قائم کیا ہے۔ لیکن چونکہ اس زمانہ مین ان تمام مذہبی خدمات مین جو اشاعت علوم سے متعلق ہین۔ سیرت نبوی کی اشاعت سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس لئے مین نے اپنے عہد مین اس خدمت کو سب سے مقدم رکھا ہے۔

مین نے میمونہ سلطان شاہ بانو سلمہا سے مولانا شبلی مرحوم کی کتاب بدرالاسلام کا فارسی سے اُردو مین ترجمہ کرایا اور مختصر سوانح عمری بھی لکھوائی جو اسکول کے طالب علمون کو بطور درس کتاب کے پڑھانی چاہئے شاہ بانو سلمہا نے اس کام کو نہایت قابلیت سے انجام دیا اور "ذکر مبارک" بہت اچھی کتاب اُنھون نے لکھی یہ کتاب متعدد اسلامی مدارس مین بطور نصاب داخل کرلی گئی ہے اسی طرح جب مین نے مولانا شبلی مرحوم کی ایک اپیل دیکھی جو سیرت نبوی کی تالیف کے متعلق تھی تو مجھے نہایت خوشی ہوئی چونکہ مین حضور سرور کائنات کی ایک مستند اور مبسوط سوانح عمری کی ضرورت کو خود محسوس کرتی تھی اور مجھے اطمینان تھا کہ مولانا شبلی مرحوم نہایت قابلیت سے اس کام کو انجام دے سکتے ہین اس لئے مین نے اس سیرت کی تالیف کے مصارف کی منظوری دے دی خدا کا شکر ہے کہ اس کی ایک جلد چھپ کر شائع ہوگئی ہے جب تمام جلدین مکمل ہوکر شائع ہو جائین گی تو مین اس کو اپنی زندگی کا باعثِ فخر کام سمجھون گی۔

۳ سال ہوے کہ خواتین کی آگاہی و واقفیت کے لئے مین نے بھی سیرت نبوی پر لیڈیز کلب بھوپال مین چند لکچر پڑھے تھے جن کا یہ مجموعہ "سیرت مصطفےٰ" کے نام سے

شائع کرتی ہون۔ میرا یہ دعوی نہین ہے کہ اس مین جس قدر حالات لکھے گئے ہین وہ انتہائی تحقیق وتنقید کے بعد لکھے گئے ہین لیکن جہان تک ہو سکا ہے صحیح روایات کا لحاظ رکھا ہے اور زیادہ تر وہ نتائج نکالے گئے ہین جو خواتین کے لئے مفید ہین

آج تک جس قدر حضور سرور کائنات کی سوانح عمریان لکھی گئی ہین ان مین کوئی سوانح عمری ایسی نہین ہے جو مخصوص خواتین کے لئے مفید ہو اس ضرورت کو ملحوظ رکھکر مین نے یہ لکچر مرتب کئے ہین اور ایک حد تک وہ حالات وواقعات تلاش کر کے جمع کر دیے ہین جن کا خواتین کو جاننا ضروری ہے۔

یہ مجموعہ دراصل بارگاہ نبوی مین ایک عقیدت مندانہ نذر ہے اگر قبول ہوئی تو میری نجات کا ذریعہ ہوگی۔

مین آخر مین مولوی سعید الدین صاحب بہادر کا بہی شکریہ ادا کرتی ہون جنہون نے میری ان تقریرون کو بنظر اصلاح دیکھا اور جن سے ہمیشہ مذہبی تالیفات مین مجھے مدد ملتی ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہی اجر دیگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سلطان جہان بیگم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

۱

ولادت سے بعثت تک

تاریخ و روز ولادت، مولد نبوی، دور جہالت وضلالت، عرب کی حالت اور قریش کے اخلاق، آنحضرت کے خاندانی فضائل، رضاعت وطفولیت، شباب کا زمانہ حضرت خدیجہؓ کے مال کی تجارت حضرت خدیجہؓ کے ساتھ عقد، آنحضرتؐ کا ایک فیصلہ، ریاضت اور بعثت

خواتین! یہ ماہ ربیع الاول شریف ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں دنیا کو وہ نعمت ملی جس کا کوئی نعمت مقابلہ نہیں کر سکتی یعنی اس مہینہ میں سرور کائنات فخر موجودات، ختم المرسلین، رحمۃ اللعالمین احمد مجتبےٰ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ دنیا انوار قدس سے منور ہو گئی اور ہدایت ونجات اور تہذیب وبرکات کی روشنی تمام عالم میں پھیل گئی لہذا میں اس مہینہ میں

آپ کی ولادت اور حالات زندگی واخلاق ہی کے متعلق سلسلۂ تقریر جاری رکھوں گی۔

تاریخ وروز ولادت | آپ کی ولادت مبارک اسی مھینہ کی بارہویں تاریخ کو دوشنبہ کی شب کو قریب صبح کے ہوئی۔ ولادت کے وقت حضرت آمنہؓ کا تمام مکان نور الٰہی سے منور ہوگیا تھا۔ آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور آسمان کیطرف کلمہ کی انگلی اٹھائی جس پر سب کو تعجب ہوا کہ یہ کیسا بچہ ہے۔ اُس وقت بہت سے معجزات کا ظہور ہوا کسریٰ کے قصر سلطنت مین زلزلہ آیا اور اُس کے چودہ کنگرے گر گئے فارس کا آتشکدہ جہان برابر ہزار سال سے آگ جل رہی تھی بجھ کر ٹھنڈا ہوگیا۔ خانہ کعبہ مین جو بت تھے وہ سرنگون ہوگئے

خواتین! یہ وہ روز سعید تھا جس کی دنیا عرصے سے منتظر تھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے آپ کی ولادت اور آپ کی بعثت کی پیشین گوئیان کی تھین اور توریت وانجیل مین آپ کی ولادت کی خوش خبری دی گئی تھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی اولاد مین آپ کے پیدا ہونے کی دعا کی تھی۔ جیساکہ قران مجید مین ہے

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا[1]

---

[1] ترجمہ۔ (اُن سے ہماری مراد اُس زمانہ کی وہ اہل کتاب تھے) جو (ہمارے ان) رسول نبی امی (محمدؐ) کی پیروی کرتے ہین جن (کی بشارت) کو اپنے ہان تورات اور انجیل مین لکھا ہو

عِندَهُم فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ المُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ المُفْلِحُونَ ۝ پھر دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پاتے ہیں وہ ان کو اچھے کام (کرنے) کو کہتے اور بُرے کام سے اُن کو منع کرتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام کرتے ہیں اور (احکام سخت کے) بوجھ جو اُن لوگوں (کے سروں پر (لدے ہوئے) تھے اور پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے (اُن سب کو) ان پر سے دور کرتے ہیں تو جو لوگ ان (پیغمبر محمد) پر ایمان لائے اور اُن کی حمایت کی اور اُن کو مدد دی اور جو نور (ہدایت یعنی قرآن) اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے اُس کے پیرو ہوئے یہی لوگ کامیاب ہیں۔

سلا ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر لوگوں کو وہ وقت یاد بھی دلاؤ) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا (آیا) ہوں (یہ کتاب) توریت جو مجھ سے پہلے (نازل ہو چکی ہے) میں اس کی تصدیق کرتا اور (ایک اور) پیغمبر کی (تم کو) خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے (اور) اُن کا نام ہوگا احمد۔ پھر جب وہ (احمد حق کا دوسرا نام محمد ہی ہے ... بقیہ صفحہ آئندہ)

یہ پیشین گوئیان تو کلام مجید مین منقول ہین لیکن علاوہ اس کے توریت و انجیل مین اور بہی صاف وصریح بشارتین موجود ہین۔ توریت مین ۶ بشارتین تو آپکے نبی ہونیکے متعلق ہین بعض مجمل اور بعض نہایت صاف ہین ایک بشارت مین آپکا نام مبارک تک لکہا ہوا ہے۔

انجیل مین بہی صاف بشارت ہے کہ "جب حضرت عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ اب اونکا وقت بہت قریب آگیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہین تو اُنہون نے اپنے حواریون کو بہت سی نصیحتین کین۔ ان ہی نصیحتون مین یہ بہی فرمایا کہ یہ امور مین نے تم سے کہے جب کہ تمہارے ساتھہ ہون لیکن (فارقلیط) پاک روح جس کو بہیجے گا میرے نام سے تم کو ہر بات سکہا دے گا۔ اور یاد دلائیگا تم کو تمام وہ باتین جو کہ مین نے تم سے کہی ہین" (انجیل یوحنا باب ۱۴)

یہان فارقلیط کے لفظ سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک مراد ہے اسی طرح اور بہی بشارتین انجیل مین آپ کے متعلق موجود ہین۔

جب آپ کی ولادت ہوئی تو اُس زمانہ کے عالمون اور راہبون نے ان آثار کو آپ کی ذات مبارک مین دیکہا اور آپ کے دادا عبدالمطلب کو خوش خبری سنائی۔

اگرچہ مسلمانون کا عقیدہ یہ ہے کہ توریت اور انجیل اصلی حالت پر نہین ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بنی اسرائیل کو پاس کہلے کہلے معجزے لیکر آئیگا تو وہ کہنے لگین گے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

توبھی اس وقت تک اُن کی آیتوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبعوث ہونیکی بشارت صاف ظاہر ہوتی ہے تو اُس وقت جب کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی بہت سے قسیس اور احبار (عالم) وغیرہ اپنی اپنی شریعتوں پر قائم تھے اور توریت و انجیل کے احکام اُن کو ازبر تھے اور یہ دونوں مقدس کتابیں بہ نسبت اسوقت کے کم تغیر پذیر ہوئی تھیں تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پیدا ہونیکے وقت ان باتوں کا اظہار نہ کرتے۔

غرض کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اس کی اطلاع عبدالمطلب کو دی گئی تو وہ بہت خوش ہوے۔ فی الفور آئے اور آپ کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور وہاں اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی۔

عبدالمطلب نے آپکا نام محمد اور حضرت آمنہ نے احمد رکھا کیونکہ حضرت آمنہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ تم اس بچے کا احمد نام رکھنا۔

ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور قبیلہ قریش کے تمام اراکین کو دعوت میں بلایا۔

مولد نبوی | آپ کی ولادت شعب بنی ہاشم کے ایک مکان میں ہوئی تھی وہ گھر عقیل ابن ابی طالب کو ملا تھا لیکن اُن کی نسل میں وہ نہ رہا اور بنی امیہ کے ایک خلیفہ محمد ابن یوسف نے خرید کر اپنے قصر بیضا میں اُس کو داخل کر لیا جب بنی اُمیہ کی دولت کو زوال ہوا اور بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی تو خلیفہ ہارون رشید

کی ماں خیزران بیت اللہ کے طواف کو آئی اور اُس محل سے اس گھر کو علیحدہ کر کے ایک مسجد بنوا دی تاکہ اوس مین لوگ پانچون وقت کی نماز پڑہ کر برکت حاصل کرین

دورجہالت وضلالت

خواتین - ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ مین پیدا ہوے تھے اُس وقت تمام دنیا پر گمراہی چھائی ہوئی تہی شرک کا دور دورہ تہا انسانون کے بنائے ہوے معبودون کی پرستش ہوتی تہی - ایران اور روم مین بہی جو اُس زمانہ مین تمدن اور تہذیب کا سرچشمہ تھے باطل پرستی موجود تہی، اخلاق اور عمدہ عادات کا پتہ نہ تہا - وہ صفتین جن سے انسان کی روح کا تزکیہ ہوتا ہے دنیا سے مفقود تہین خصوصاً عورتون کی تذلیل کی کوئی حد نہین رہی تہی دیوتا اور اور پروہتون کی خدمت کے لئے یہ مندرون مین رکہی جاتی تہین ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے - قمار بازی اور شرطون مین وہ ہاری جاتی تہین فارس مین تو ان کا کوئی مرتبہ ہی نہ تہا - یونان مین بہی ان کی تحقیر کی جاتی تہی - غرض ہر جگہہ وہ ذلیل تہین اور دُنیا ان پر تنگ ہوگئی تہی اور وہ دنیا پر بار تہین - عرب مین بہی یہی حالت تہی -

عرب کی حالت اور قریش کے اخلاق

لیکن پہر بہی قبیلۂ قریش اپنے عمدہ اخلاق اور عادات کے لحاظ سے بہ نسبت دیگر قبائل کے ممتاز تہا - جہان شرک و بت پرستی تہی وہان موسوی وعیسوی شریعتین بہی ایک حد تک رائج تہین - خدا پرستی بہی تہی - اور ملت ابراہیمی کے آثار پائے جاتے تھے - مہمان نوازی - خیرات، صلہ رحمی، صداقت،

غریبون کی مدد ایسی صفات تہین جن کی قدر کی جاتی تہی عورتون کی بہی عزت ہوتی تہی اور ان کا ایک درجہ تہا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اشرف المخلوقات مین اشرف تہے اس لئے خداوند عالم نے آپ کو اُس سرزمین پر پیدا کیا جہان اُس کے نام کی بہی کچہہ پرستش ہوتی تہی اور عمدہ اخلاق وشرافت کا وجود باقی تہا۔

آنحضرت کے خاندانی فضائل | اور اللہ تعالی نے آپ ہی کو اُس قبیلہ کا چراغ خاندان بنایا جس کے صفات حسنہ تمام دنیا اور تمام قبائل سے اعلی تہے اس خاندان کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم سے ملتا ہے کعبہ کی تولیت وحفاظت بہی اسی خاندان مین تہی اور اس مین بڑی بڑی مشہور زمانہ اور نامآور اشخاص پیدا ہوئے تہے۔ اس مین خالص شرافت ونجابت موجود تہی عفت و سخاوت اور دلیری ومہمان نوازی، ہمدردی۔ وصلہ رحمی اس خاندان کا جوہر تہا۔ آپ کے دادا عبد المطلب کی سخاوت وفیاضی شہرۂ آفاق تہی ان کی دولت کا بڑا حصہ غریبون اور مسکینون پر صرف ہوتا تہا حج کے زمانہ مین جب کہ ہزارہا آدمی مکہ مین جمع ہوتے تہے اون کا دروازہ ہر شخص کے لئے کُھلا رہتا تہا۔ پاکبازی مین وہ ممتاز تہے تنہائی کی زندگی پسند تہی وہ بڑے بُردبار تہے اور ہمیشہ فسادون سے الگ رہتے تہے ہر شخص اُن کی عزت وحرمت کرتا تہا۔ گویا وہ مکہ کے بادشاہ سمجہے جاتے تہے

آپ کے والد حضرت عبداللہ کی پاکبازی تو تمام مکہ مین خاص طور پر شہرۂ آفاق تہی۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ بہی بڑی ممتاز، نیک سیرت اور ایک عفیفہ و معصومہ خاتون تہین۔

رضاعت وطفولیت

آپ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے اپنی والدہ اور اُن کے بعد ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودہ پیا۔ آپ بی بی ثوبیہ کا نہایت احترام کرتے تہے اور ہجرت کے بعد بہی برابر ان کو تحفے بہیجتے رہتے تہے حضرت خدیجہؓ کے یہان جب وہ آتی تہین تو وہ اُن کا بے انتہا احترام فرماتی تہین

ثوبیہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودہ پلایا اور آپ انہین کے ہمراہ قبیلۂ "بنی سعد" مین پرورش کے لئے بہیجدئے گئے کیونکہ اشراف مکہ اور روساے قریش اپنے بچون کو مکہ معظمہ کی گرم ہوا سے بچنے کے لئے اناؤن کے ساتہہ اطراف مکہ مین بہیجدیا کرتے تہے

قبیلہ بنی سعد جس مین آپ نے پرورش پائی فصاحت و بلاغت مین بے نظیر تہا۔ حلیمہ سعدیہ جب آنحضرت کو اپنے گہر لے گئین تو اُن پر اور اُن کے قبیلہ پر آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے بہت کچہہ برکات کا ظہور ہونے لگا خدا نے اُن کے مال اور مواشی مین برکت دی اُن کی عسرت و تنگی کو آسانی و فراخی سے بدل دیا۔

آپ خود حضرت حلیمہ کے ساتہہ بے انتہا محبت کرتے تہے اور

دودھ کے رشتہ کو خون کے رشتہ کے برابر سمجھتے تھے ایک مرتبہ قحط کی باعث
حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کے پاس آئیں تو آپ نے اُن کی امداد اونٹ اور بھیڑوں کے
گلہ سے کی اور پھر زمانہ نبوت میں جب تشریف لائیں تو آپ نے اپنی چادر مبارک
جس کی قدر و قیمت کی کوئی انتہا ہی نہیں ہوسکتی اُن کے بیٹھنے کے لئے خود
بچھادی۔ اور میری ماں، میری ماں کہکر لپٹ گئے۔

زمانہ رضاعت میں آپ ہمیشہ ایک ہی طرف کا دودھ پیا کرتے تھے
کیونکہ آپ کا دودھ شریک بھائی یعنی حلیمہ سعدیہ کا لڑکا بھی آپ کے ساتھ تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ روایت کرتی ہیں کہ آپ کو زمانہ صغر سنی میں بھی طہارت کا
اس قدر خیال رہتا تھا کہ کبھی کسی قسم کی نجاست آپ کے بدن میں نہیں لگی اور وہ
کہتی ہیں کہ جب میں ان کا جسم دھونے کا قصد کرتی تو اُس کو پاکیزہ و مطہر پاتی اور
آپ کو اس سے زیادہ کوئی بات ناگوار نہیں گذرتی تھی کہ آپ کا جسم مبارک برہنہ
کیا جائے اگر کبھی ایسا ہو بھی جاتا تو آپ چیختے اور غصہ ظاہر کرتے ورنہ آپ نہ کبھی
روتے اور نہ کوئی بدخلقی کی حرکت کرتے۔

حلیمہ سعدیہ کی روایت ہے کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ کو کہتے ہوئے
سنا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا مَا دَامَتِ الْعُيُوْنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ[1]
اور جب سے آپ نے بات کرنی شروع کی کبھی بغیر بسم اللہ کہے ہوئے کسی چیز کی طرف

[1] ترجمہ۔ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب تک آنکھیں ہیں نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

ہاتھ نہین بڑھایا اور نہ کبھی بائین ہاتھ سے کوئی چیز اُٹھائی۔

جب آپ کی عمر دو سال کی ہوگئی تو مین حضرت آمنہ کے پاس لے گئی لیکن چونکہ مین یہ چاہتی تھی کہ میرے ہی پاس رہین اس لئے مین نے اُن سے التجا کی کہ "مکہ کی آب وہوا سے مجھے ڈر ہے چند روز اور میرے پاس رہنے دیجئے" حضرت آمنہ نے اسے منظور کرلیا اور مجھے اجازت دیدی غرض ہر چھٹے مہینے آپکو حضرت آمنہ سے ملانے کے لئے بی بی حلیمہ لے آیا کرتی تھین۔

حضرت حلیمہ کے پاس رہنے کے زمانہ مین چار سال کی عمر مین آپکا شق صدر ہوا۔ پانچوین سال سے آپ حضرت آمنہ ہی پاس مکہ مین رہنے لگے۔

اسی سال بعض کاہنون نے لوگون کو آپکے قتل پر بھی اُبھارا۔ عبدالمطلب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُنھون نے آپ کو چھپا کر رکھا۔ چھٹے سال حضرت آمنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئین تاکہ اپنے اعزا سے ملین اور آپ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئین اس سفر مین اُم ایمن حضرت عبداللہ کی کنیز بھی بی بی آمنہ کے ہمراہ تھین واپسی کیوقت بی بی آمنہ کا راستہ مین انتقال ہوگیا۔ اور آپ اُم ایمن کے ساتھ مکے واپس آگئے حضرت عبدالمطلب کو بی بی آمنہ کے انتقال سے بہت صدمہ ہوا اُنھون نے آنحضرت صلعم کی تربیت اپنے ذمہ لی اور اُم ایمن کو انّا مقرر کیا کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ آرام مین ہوتے تو عبدالمطلب آپ کے پاس جاتے اور پیار کرکے کہتے کہ میرا یہ بیٹا حاکم اور فرمان روا ہوگا اُن کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ ہر وقت آپکو

اپنے پاس رکھتے اور ساتھ ہی کھلاتے پلاتے تھے ایک مرتبہ آپ تھوڑی
دیر کے لئے کھو گئے تو عبدالمطلب کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ پھر جب آپ مل گئے تو
اس درجہ مسرت ہوئی کہ اوسی وقت ایک ہزار اونٹوں کی قربانی کر کے صدقہ
مین غربا کو اون کا گوشت تقسیم کر دیا اور پچاس رطل سونا بھی غریبون کو دیا۔
عبدالمطلب اکثر آپ کو کعبہ کی دیوار کے نیچے لیکر بیٹھا کرتے تھے اور وہان
آپ کے چچا ابو طالب بھی ہوتے تھے۔

اسی زمانہ مین چند سال تک مکہ مین نہایت سخت قحط پڑا عبدالمطلب کے
بھتیجے کی لڑکی رقیہ کہتی ہین کہ جب حالت نہایت درجہ خراب ہوگئی تو مین نے
سنا کہ ہاتف غیب یہ کہتا ہے "اے گروہ قریش پیغمبر آخرالزمان کے ظہور کا وقت
آگیا ہے۔ اس پیغمبر کے سبب سے تمہین راحت و آرام نصیب ہوگا اور پانی برسے گا
تم مین جو شخص کشادہ پیشانی سفید اندام بلند بینی صاحب فخر و نسب ہے اُس سے کہو کہ
وہ اپنے بچہ کو لے کر باہر نکلے اور ہر قبیلہ سے ایک آدمی غسل کر کے خوشبو
لگا کر سات بار طواف کرے۔ پھر سب اُن کے ہمراہ کوہ ابو قبیس پر جائین۔
وہ بزرگ بارش کی دعا کرین اور ہمراہی آمین کہین۔ رقیہ کہتی ہین کہ مین صبح کو
ڈرتی اور کانپتی لرزتی اُٹھی مین نے سارا قصہ گھر مین بیان کیا جب یہ خبر
پھیلی تو لوگ عبدالمطلب کے پاس آئے اور طواف کر کے پہاڑ پر گئے عبدالمطلب نے
آنحضرت صلعم کو کندھے پر سوار کر کے بارش کی دعا کی اور ابھی لوٹنے کا ارادہ بھی

نہین کیا تہا کہ بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام دریا روان ہوگئے
آپ کی عمر سات سال کی ہوئی تو عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا۔ اب
ابو طالب آپ کے کفیل اور محافظ ہوگئے ابو طالب کو آپ کے ساتہہ اتنی محبت تہی
کہ ایک لحظہ کے لئے مفارقت گوارا نہ ہوتی اپنے پاس ہی سلاتے تھے عمدہ سے
عمدہ کہانے کہلاتے اور اپنے سگے بیٹون سے زیادہ عزیز رکھتے تہے آپ ابہی
عالم طفولیت مین ہی تہے کہ تمام مکہ والون پر آپ کے اخلاق کا
اتنا گہرا اثر چہا گیا کہ سب آپ کی عزت ایسی کرتے تھی جیسے کسی بڑے سے بڑی
بزرگ کی کی جاتی ہے۔

شباب کا زمانہ جب آپ سن شعور یعنی بارہ برس کی عمر کو پہونچے تو آپ کو
سب نے امین کا لقب دیا اور یہ عرب مین نہایت معزز لقب تہا اس کے بعد
آپ نے ابو طالب کے ساتہہ شام کا سفر کیا راستہ مین بحیرہ راہب سے
ملاقات ہوئی اس نے آپ کی پیشانی مین انوار نبوت کو دیکہکر معلوم کرلیا کہ یہی
نبی آخر الزمان ہونے والے ہین اس نے ابو طالب کے قافلہ کی دعوت
بہی کی تہی اور اس دعوت مین مزید اطمینان کے لئے اس طرح آپ کا امتحان
لیا کہ آپ کو مخاطب کرکے کہا "مین آپ کو لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہون کہ
جو کچہہ سوال کرون اس کا جواب دین آپ نے فرمایا کہ مجہے ان کی قسم نہ دو
مین کسی چیز کو ان سے زیادہ دشمن نہین سمجہتا اس کے بعد اس نے کچہہ اور

باتین کین اور اون کا مناسب جواب پاکر اوسے یقین ہوگیا کہ یہی نبی آخرالزمان ہین

اس سفر مین ابو طالب کو تجارت مین فائدہ بہی بہت ہوا۔ اور آپ نی دو ایک سفر اور کیئے۔

اب آپ کی عمر پچیس سال کی ہوگئی اور روز بروز قوم مین آپ کا وقار و اعزاز بڑہتا جاتا تہا آپ اپنی قوم مین مروت و اخلاق سخاوت و کرم اور حلم کی اعتبار سے سب مین افضل اور اعلیٰ و احسن شمار کیئے جاتے تہے آپ کی صداقت و امانت داری ضرب المثل ہو رہی تہی اور تمام قوم آپ کو امین کے ممتاز و خاص لقب سے پکارتی تہی۔

حضرت خدیجہ کے مال کی تجارت

اس زمانہ مین حضرت خدیجہؓ قریش کی عورتون مین بہت مالدار اور ممتاز بیوہ خاتون تہین اور تجارت کے لئے نفع کے معاہدہ پر مال تجارت دیا کرتی تہین ایک مرتبہ ابو طالب نے آنحضرت سے شکایت کی کہ آمدنی کم ہے۔ اور عیال داری بہت ہے اگر آپ حضرت خدیجہ سے مال لین اور تجارت کرین تو چونکہ آپ کی امانت پر سب کو یقین ہے وہ آپ کو مال دیدین گی آپ نے منظور کر لیا لیکن قبل اس کے کہ آپ حضرت خدیجہؓ سے کہین اونہون نے خود آپ کے پاس پیغام بہیجا کہ ایسا سنا گیا ہے کہ آپ کو تجارت کی طرف توجہ ہوئی ہے مین آپ کی امانت و صداقت پر بہروسہ کرتی ہون اور آپ کو دوسرے آدمیون سے زیادہ نفع دون گی چنانچہ

آپ اون سے مال لیکر سفر پر آمادہ ہوے اس سفر مین بہی آپ کو کئی راہب ملے اور انہون نے آپ کے خاتم النبیین ہونے کی علامتین دیکہین۔

حضرت خدیجہؓ کی شادی | حضرت خدیجہؓ دولت وجاہ کے علاوہ اپنی عقلمندی و شائستگی اور حسن وجمال کے لحاظ سے بہی قریش مین بڑی ممتاز خاتون تہین۔ اور محاسن اخلاق کے سبب آپ طاہرہ کے نام سے موسوم تہین۔ اس وجہ سے قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے آپ سے نکاح کی خواہش کی مگر آپنے صاف انکار کر دیا لیکن جب آنحضرت صلعم کے حالات معلوم ہوے تو یہ سوچا کہ آنحضرت کے ساتہہ نکاح کرلین۔ چنانچہ ایک خاتون نفیسہ نامی کے ذریعہ سے جو نہایت عقلمند تہین اس سلسلہ کو چہیڑا۔ اُنہون نے نہایت حسن بیان کے ساتہہ حضرت خدیجہؓ کے دلی منشا کو آنحضرت پر ظاہر کیا اور رغبت دلائی۔ آنحضرت صلعم نے بہی اس کو پسند فرمالیا۔ پہر دستور کے موافق پیغام سلام ہوے اور دونون طرف کی رضامندی کے بعد نکاح ہوگیا۔ نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال اور آپ کی عمر ۲۵ سال کی تہی۔

آنحضرت صلعم کے حسن اخلاق اور حسن معاشرت کا حضرت خدیجہؓ کی دل پر یہ اثر ہوا کہ اُنہون نے اپنا تمام مال ومتاع آپ پر نثار کر دیا اور آپ کی خوشی کے لئے ہر چیز قربان کر دی ان کا گہر غریبون اور مسکینون کے لئے ہر وقت کہلا ہوا تہا اور اُنپر دولت وقف تہی اور آنحضرت صلعم کی فیاضی اور

ہمدردیون سے اون کو خوشی پر خوشی ہوتی تہی۔

آنحضرت صلعم کا ایک فیصلہ | اُس زمانہ مین خانہ کعبہ کی دیواروں پر چہت نہ تہی اور دیوارین بہی بہت چہوٹی تہین۔ اور چونکہ یہ عمارت نشیب مین تہی اوپر کا پانی بہر جاتا تہا اگرچہ اس پانی کو روکنے کے لیئے بالائی حصہ پر بند بنوایا گیا تہا مگر وہ ٹوٹ ٹوٹ جاتا تہا۔ اس سبب سے سب کی یہ راے ہوئی کہ از سر نو دیوارین مضبوط بنائی جائین اور چہت ڈالی جاے۔ چنانچہ قبائل نے اپنے اپنے حصہ کی دیوار بنانے کی تقسیم کر لی تہی جب دیوارین کر اتنی بلند ہوگئی کہ حجر اسود رکہا جاے تو اس کے رکہنے پر آپس مین جہگڑا ہوا کیونکہ ہر قبیلہ اس شرف کو حاصل کرنا چاہتا تہا۔ کئی دن تک یہ جہگڑا ہوتا رہا ایک دن قریب تہا کہ آپس مین قتل و خون کی نوبت پہونچ جاے بالآخر یہ قرار پایا کہ ہم کل تک ذرا صبر کرین اور کل صبح جو کوئی شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہو اس کو ثالث بنایا جاے اور جو کچہہ وہ فیصلہ کرے اس سے انحراف نہ کیا جاے اس راے سے سب نے اتفاق کیا اور دوسرے دن صبح آنے والیکے منتظر ہی تہے کہ اتنے مین آنحضرت اسی دروازے سے تشریف لاے تمام قریش جو جمع تہے آپ کو دیکہہ کر خوشی سے اوچہل پڑے اور کہنے لگے کہ لو وہ محمدؐ امین آگئے جو کچہہ وہ تصفیہ کرینگے اس کو ہم سب تسلیم کرینگے چنانچہ آپ کے سامنے یہ قضیہ پیش کیا گیا آپ نے اس طرح سے فیصلہ کیا کہ

اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا دی اور اس کے بیچ مین حجر اسود کو رکھہ کر فرمایا
کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چادر کا کونہ پکڑ کر اوٹھائے اور سب لے چلین
اور جب موقعہ پر پہونچین تو سب مجھے اپنا وکیل کرین مین حجر اسود کو اوٹھا کر
اوس کی جگہہ پر رکھہ دونگا چنانچہ یہ فیصلہ سب نے بخوشی منظور کیا اور اسطرح
ایک بڑی خونریزی سے قبیلون کو نجات مل گئی۔

ریاضت اور بعثت | اس زمانہ مین آپ تنہائی اور گوشہ گزینی کو پسند کرتے تھے
اور غار حرا مین جس کا نام جبل نور بھی ہے جاکر عبادت مین مصروف رہتے تھے
کبھی کبھی درمیان مین حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور تھوڑا سا توشہ لیکر
پھر چلے جاتے تھے۔

توشہ مین عموماً میٹھی روٹیان اور روغن زیتون ہوتا تھا کبھی کبھی حضرت
خدیجہؓ بھی ساتھہ ہوتین اور آپ کے ساتھہ وہان قیام فرماتین اور دونون خدا کی
عبادت اور ریاضت مین مصروف رہتے جو مسافر اس طرف سے نکلتے ان کی
تواضع کرتے تھے اور اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے غرض اسی طرح
پندرہ سال کی مدت گذری اور چالیسوین سال آپ پر اول بار وحی نازل
ہوئی یعنی آپ چالیس سال کی عمر مین نبی ہوے اور آپ نے خدای ذوالجلال کی
وحدانیت کی تبلیغ اور دین ابراہیم کی تکمیل شروع کی۔

سب سے پہلے جو وحی اُتری ہے وہ سورہ علق کی یہ ابتدائی

آیتین تہین۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

وحی کی صورت یہ ہوئی کہ پہلے انسانی پیکر مین آپ کو حضرت جبریلؑ نظر آئے انہون نے آپ سے کہا اقرا یعنی پڑہو تو آپ نے جواب دیا ما انا بقاریٔ مین تو پڑہا نہین ہون تو حضرت جبریلؑ نے آپ کو پکڑ کر زور سے دبایا اور پہر وہی لفظ کہا کہ اقرا آپ نے پہر بہی وہ ہی جواب دیا کہ مین پڑہا نہین ہون غرض تین دفعہ کے بعد حضرت جبریلؑ نے ان آیتون کو پڑہا اور آپ نے دوہرایا۔

آپ اس عجیب اور نئے واقعہ سے ذرا خوف زدہ ہوے اور آپ کو لرزہ یعنی تہرتہری معلوم ہونے لگی آپ اسی حالت مین مکان واپس چلے آئے اور حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کیا اور یہ کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف معلوم ہوتا ہے لرزہ کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑے ڈال دینے کے لئے کہا حضرت خدیجہؓ نے جواب مین کہا کہ نہین یہ ہرگز نہین ہوسکتا آپ غمگین نہ ہون خدا تعالےٰ آپ کو بلا مین نہ ڈالیگا نہ وہ آپ کو رسوا کرے گا بلکہ اس مین کچھ آپ کے لئے بہتری ہی ہوگی اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہین لوگون کی امداد فرماتے ہین خود کما کر اون کو دیتے ہین آپ مہمان نوازی فرماتے ہین حق کی طرف داری و اعانت کرتے ہین یتیم کا خیال رکھتے ہین آپ سچے ہین امانت دار ہین۔

درماندون کی دست گیری کرتے ہین فقرا، مساکین کے ساتھ دلجوئی فرماتے ہین
اور سب کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتے ہین۔

حضرت خدیجہؓ کے اس جواب سے آپکو بڑی تقویت و تشفی اور تسکین ہوئی
اور حضرت خدیجہؓ اپنے ایک موحد عیسائی رشتہ دار ورقہ بن نوفل کی پاس آپکو
لے گئین۔ ورقہ بن نوفل نے یہ حالات سنکر بشارت دی کہ مبارک ہو آپکو
اے محمدؐ، آپ رسول خدا ہین مین آپ پر ایمان لایا۔ یہ وہی ناموس (جبریلؑ)
ہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا کاش مین اس وقت تک زندہ رہتا
جب کہ آپ کی قوم آپکو تکلیفین دے گی اور نکالے گی تاکہ مین آپ کی مدد کرتا۔

اسکے بعد تھوڑے عرصہ تک بالکل سکون رہا نہ جبریلؑ آے اور نہ کچھ
وحی اُتری پھر آیت یَاۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ نازل ہوئی گویا اسوقت سے
آپ کی بعثت کا آغاز اور سلسلہ وحی کا جاری ہی ہوگیا۔ آپ نے دنیا مین ہدایت کی
روشنی پھیلانی شروع کی اور پیغام حق کی تبلیغ و دعوت فرمانے لگے سب سے پہلے
حضرت خدیجہؓ آپ پر ایمان لائین پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ
ایمان لائے۔ پھر تو روز بروز اسلام پھیلنے لگا اور لوگ اس مذہب حق کے دائرہ مین
داخل ہونے لگے۔

۳ سال تک اسلام کا کام پوشیدہ حالت مین رہا اس کے بعد
اللہ تعالیٰ نے اظہار کا حکم دیا۔ تب آپ نے سب سے پہلے اپنے خاندان اپنے ملک

وقوم مین تبلیغ اسلام کرنے کی طرف توجہ فرمائی پہر دوسری اقوام وممالک مین تبلیغ کرنے کی طرف التفات شروع کی۔

خواتین۔

اب اور حالات مین آیندہ تقریرون مین بیان کرون گی لیکن ان واقعات سے جو اس وقت بیان کئے ہین تم کو یہ سبق بہی حاصل کرنا چاہیئے کہ عمدہ اخلاق وعادات دشمنون کو بہی رام کر لیتے ہین اور مخالف سے مخالف آدمی بہی سچے آدمی پر اعتماد رکہتے ہین۔ پہر تم کو یہ بہی دیکہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو علم لدنی حاصل تہا اون پر جب وحی نازل کی گئی تو سب سے پہلے لفظ "اقرا" سے شروع ہوئی اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہر مسلمان کے لئے پڑہنا کس قدر ضروری فرض ہے۔

حضرت خدیجہ رض کے ان مختصر حالات سے تم کو یہ کیسی عظیم الشان مثال ملتی ہی کہ ایک اچہی اور نیک بیوی کس طریقہ سے شوہر کی دلداری اور تکلیفات مین اوس کی تسکین کر سکتی ہے۔ نیز اپنی ذات، اپنی دولت اور اپنی ہر عزیز وقیمتی چیز کو شوہر کی خوشی کے لئے نثار کر دیتی ہے۔

بعثت سے ہجرت تک

طریقہ نماز کی تعلیم، تبلیغ اسلام، مشرکین کی ایذا رسانی، مشرکین کا مطالبہ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوطالب کی گفتگو، ہجرت حبشہ کا حکم، حضرت حمزہ اور حضرت عمر کا قبول اسلام، مسلمانوں سے ترک تعلقات کا معاہدہ اور اس کا انفساخ، حبشہ سے چند صحابہ کی واپسی، ابوطالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال، طائف کا سفر اور وہاں کی تکلیفات، نخلہ کے چند روزہ قیام کے بعد واپسی اہل مدینہ سے ملاقاتیں اور ان کا اسلام قبول کرنا، مشرکین کا مشورہ قتل، ہجرت کی تیاری ہجرت، مسجد کی تعمیر، مدینہ میں داخلہ اور استقبال۔ نتائج۔

خواتین!

میں نے پچھلی تقریر میں آغاز نبوت تک کے حالات آپ کے سامنے بیان کئے تھے اب میں ان واقعات کو بیان کرتی ہوں جو ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں پیش آئے تھے۔

طریقہ نماز کی تعلیم | حضرت جبرئیل نے جبل نور ہی میں توحید اور سورۂ اقرا کی

تعلیم کے بعد زمین پر پاؤں مارا کہ وہیں سے پانی نکل آیا، اوس سے خود
وضو کر کے آپ کو وضو کا۔ اور پھر نماز کا طریقہ بتایا۔ اس طرح کہ دو رکعت
نماز پڑھی جس میں حضرت جبرئیل امام بنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
مقتدی تھے جب آپ یہ باتیں سیکھ چکے تو مکہ معظمہ میں آکر حضرت خدیجۃ رض
الکبریٰ کو نماز و وضو کی تعلیم کی گویا اس دنیا میں سب سے پہلے جس نے آپ کے ساتھ
نماز پڑھی وہ ایک خاتون ہی تہیں جو آپ کی رفیق زندگی تہیں۔

تبلیغ اسلام آپ برابر اسلام کی تعلیم فرماتے رہتے تھے اور قریش میں رفتہ
رفتہ اسلام پھیل رہا تھا۔

سب سے پہلے مسلمانوں میں حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق رض
حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت عثمان بن عفان،
حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبیدہ، حضرت ابوسلمہ، حضرت ابو عبیدہ
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم تھے یہ سب صحابہ قریش کے نہایت
سربرآوردہ اور نیکی و بہادری میں ممتاز تھے۔

عورتوں میں حضرت خدیجہ رض اور اُم الفضل زوجہ حضرت عباس
اسمار بنت عمیس، اسمار بنت ابوبکر اور فاطمہ بنت خطاب تہیں اسی طرح
غلاموں میں حضرت بلال رض تھے، اور چند اصحاب حضرت عبداللہ بن مسعود
عامر بن فہیرہ اور حضرت خباب یہ سب وہ اشخاص تھے جو آنحضرت صلی اللہ

علیہ و علی آلہ وسلم کے ذرا ذرا سے حالات سے باخبر تھے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی
بیوی تھین حضرت علی چچازاد بھائی تھے اور آپ ہی کی تربیت مین رہتے تھے
حضرت ابوبکر صدیق آن حضرت کے پڑوسی تھے، ہم عمر تھے اور ابتدا سے
دونون مین بیحد اخلاص و دوستانہ تھا۔ اور اس طرح انوار نبوت سے پہلے انہین کے
دل منور ہوے جو آپ سے زیادہ قریب تھے رفتہ رفتہ یہ گروہ ترقی کرتا گیا لیکن
ابھی تک اسلام کی دعوت کھلم کھلا نہین ہوئی تھی انہین لوگون مین ایک بزرگ
ارقم بن عبدالمناف بھی تھے ان کا مکان کوہ صفا پر ایک محفوظ جگہہ مین بنا ہوا تھا
وہان یہ سب مسلمان جمع ہوکر اور مشرکین عرب سے چھپ کے خدا کی عبادت کیا کرتے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے فائدہ اُٹھایا کرتے تھے یہ چھپ کر
نماز پڑھنا مصلحت تھا۔ چنانچہ اپنی مصلحتون کو پیش نظر رکھنے کی عملی تعلیم بھی
اس طرح ہم کو دی گئی کہ جس موقع پر مخالفین سے تکلیف و اذیت کا اندیشہ ہو
وہان مذہب سی پیاری چیز کو چھپ کر ادا کرنا سنت ہوگیا ہے۔

اے خواتین اپنے مذہبی فرائض و سنن کو ہر حال مین ادا کرنا چاہیے۔
خواہ خوف و خطرہ ہو یا نہ ہو جب تین برس اس حالت مین گذر گئے تو
یہ آیت نازل ہوئی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا
كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝
ترجمہ خوب کھل کر صاف صاف سنا دیجیے جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اور مشرکین کی پروانہ کیجیے ہم آپ کی

طرف سے اُن ہنسی اُڑانے والوں کے مقابلہ میں کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ ایک اور معبود ٹھیراتے ہیں یہ عنقریب (اس کا نتیجہ) جان لینگے،،

اس حکم کے بعد عام طور پر علی الاعلان دعوت اسلام فرمانے لگے۔ آپ کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ "اور خاصکر اپنے قریب کے رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ" اس حکم میں یہ مصلحت تھی کہ سب سے پہلے اصلاح اپنے اعزا و اقربا سے شروع کی جاے چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں آپ نے اپنے درِ دولت پر اعزا و اقربا کو کھانے پر مدعو کیا جس کا اہتمام حضرت علی نے کیا تھا اس دعوت میں چالیس آدمی شریک تھے جن میں آنحضرت کے چچا ابوطالب، حمزہ اور عباس بھی مدعو تھے کھانے کے بعد آپ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن ابولہب نے فضول باتیں کر کے اس جلسہ کو درہم و برہم کر دیا لیکن پھر دوسرے مرتبہ اسی طرح آپ نے دعوت دی اور سب کو بلایا۔ کھانے کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں خدا کے حکم سے تم کو اُسی کے راستہ پر بلاتا ہوں اس کام میں کوئی میری مدد کے لئے اُٹھتا ہے یہ سنکر سب نے منہ پھیر لیا لیکن حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اگرچہ سب سے خرد سال ہوں، نحیف و لاغر ہوں لیکن حاضر ہوں مگر اور کوئی نہ بولا۔

دوسرے دن آپ قوم اور اہل وطن پر احکام الٰہی کی تبلیغ کے لئے

کوہ صفا پر تشریف لے گئے وہاں تمام قبیلے اور جو قبیلے نہ آسکے اُن کے قائم مقام موجود تھے آپ نے سب کو نام بنام مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے فوج پڑی ہوئی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ تم پر بے خبری کے عالم میں حملہ کرے تو کیا تم میری اس خبر کو صحیح سمجھو گے تمام قریش نے جواب دیا کہ ہاں ہم صحیح سمجھیں گے کیوں کہ ہم نے کوئی بات تمہاری آج تک سچائی اور صداقت سے خالی نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے آیا ہوں۔

خواتین! اس واقعہ کو مولانا حالی مرحوم نے اس طرح نظم کیا ہے۔

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا

کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے

کہا گر مری بات پہ دل نشین ہو   تو سُن لو خلاف اس مین اصلا نہین ہے

کہ سب قافلہ یان سے ہے جانیوالا

ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنیوالا

غرض آپ کے اس ارشاد فیض بنیاد کو سننے کے بعد ابولہب نے نہایت گستاخانہ جواب دیا کہ آج دن بھر تم پر خرابی و ہلاکت ہو کیا اس لئے تم نے ہم سب کو جمع کیا تھا۔ پھر سب کی طرف مخاطب ہو کر اُس نے کہا کہ میرا بھتیجا دیوانہ ہو گیا ہے اس کی بات نہ سنو۔ چنانچہ مجمع منتشر ہو گیا۔

ابولہب کی اس حرکت پر غیرت خداوندی کو جوش آیا اور سورہ تبت یدا نازل ہوئی ایک روایت مین ہے کہ اس موقع پر جب آپ تمام قریش کو خدا کے غضب اور عذاب قیامت سے ڈرا رہے تھے تو آپ نے اپنے خاص عزیزون کو اس طرح ڈرایا تھا کہ اے میرے چچا عباس! مین قیامت کے دن تمہاری کوئی خدمت نہین کر سکتا اور اے میری پھوپی صفیہ خدا کے سامنے تمپر میرا کچھہ اختیار نہ ہو گا۔ اور اے میری بیٹی فاطمہ دنیا مین جو کچھہ مجھہ سے مانگنا ہے مانگ لو مین اللہ کے سامنے تمہاری حمایت نہین کر سکتا۔

خواتین! اس واقعہ سے تم کو یہ نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ جب کوئی اصلاح شروع کیجائے تو وہ اپنے گھر سے اپنے عزیزون اور قریبون

ہی سی ہو۔ اور پھر اپنی قوم اور وطن پر اس اصلاح کو پھیلایا جاے قیامت
کے دن کوئی کسی کا ساتھی نہین کوئی کسی کی مدد نہین کرسکتا اور کوئی کسی کو
اُس کے اعمال کی سزا سے نہین بچاسکتا اور کوئی عزیز کسی عزیز کی کام نہین آسکتا
خواتین! آیہ وَاَنذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۵ سے یہ بھی مقصود ہی
کہ دوسرون پر نصیحت کا اُسی وقت اثر ہوتا ہے جب کہ اپنے گھر والون
اور عزیزون کو بھی کیجاے اور پھر ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم تقریر و تحریر سے
دام و درم سے غرض جس طرح ممکن ہو اس دنیا مین اپنی بنی نوع کی اصلاح
کے لئے کمر ہمت باندہین اور پہلے خود اور اپنے قرابت دارون اور محلہ اور شہر
والون سے شروع کرین دنیا ہی مین ہم کچھ اصلاح کرسکتے ہین مرنیکے بعد
اصلاح کا کوئی وقت نہین رہے گا۔ پھر تو سزا و جزا کا وقت ہوگا۔

مشرکین کی ایذا رسانی

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اس
دعوت اسلام اور اشاعتِ توحید اور شرک اور بتون کی بُرائی سے اب
قریش کے دلوں میں عداوت جاگزین ہوگئی تھی اُنھون نے آپ کو اور
آپ کے پیرون کو طرح طرح کی تکلیفین دینی شروع کین آپ راستہ مین
چلتے تو لوگ کانٹے بچھا دیتے، پتھر مارتے، ذبح کئے ہوے جانورون کی جھلیان
پھینکتے، وہی لوگ جو پہلے آپ کو امین کہتے تھے اب مجنون کہنے لگے اور
یہ سمجھ لیا کہ (نعوذ باللہ) آپ کا دماغ خراب ہوگیا ہے کوئی جادوگر کہتا۔

کوئی شاعر کوئی کاہن بتاتا۔ غرض جو جس شخص کے دل میں آتا وہ کہتا تھا۔ آپکو خانہ کعبہ کا طواف تک نہ کرنے دیتے اور جو آپ کی حمایت کرتا اُس کو بھی سخت سخت تکلیفیں پہونچاتے تھے۔

صحیح بخاری میں ابن عمر سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ صحن کعبہ میں کھڑے تھے ناگاہ عقبۃ ابن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آنحضرتؐ کی گردن مبارک میں لپیٹ کر کھینچ لی جس سے آپ کا گلا گھٹ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آکر آپ کو چھوڑایا اور عقبہ کو الگ کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک روز آپ کعبہ کی متصل نماز پڑھ رہے تھے اور سامنے قریش کی ایک پنچایت ہو رہی تھی اُن میں سے ایک نے کہا اس شخص کی طرف دیکھو وہ کیا کر رہا ہے۔ لوگ آپس میں بولے کہ تم میں کوئی ایسا ہے۔ جو فلاں مقام سے اونٹ کی اوجھڑی اُٹھا لا اور جب یہ شخص سجدے میں جاوے تو اُس کے دونوں شانوں پر رکھدے بدبخت عقبہ اُٹھا اور جہاں اونٹ ذبح کیا گیا تھا۔ وہاں سے اُس کی اوجھڑی اُٹھا لایا اور جب آپ سجدے میں گئے تو اُس کو دونوں شانوں پر رکھدیا حضرت سجدہ ہی میں رہ گئے اور سر مبارک نہ اُٹھا سکے اُدھر یہ بدبخت لوگ قہقہہ مار کر ہنس رہے تھے۔ آخر تھوڑی دیر کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ اور آپ کی پشت مبارک سے اوجھڑی کو اُٹھایا

باوجود اس ایذا رسانی کے بہی آپ نے اُن لوگون کے حق مین ہدایت ہی کی دعا کی بددعا نہ کی اور اس ایذا و عداوت پر صبر فرمایا آپ کی اس تکلیف مین اور بہت سے محبان اسلام شریک تہے لوگ ان کو بہی سخت سے سخت تکلیفین دیتے اور وہ برداشت کرتے تہے لیکن کبہی اسلام کی محبت سے جدا ہونے کا خیال تک نہ لاتے تہے۔ لوگ حضرت بلال کی گردن مین رسی باندہ کر لڑکون کے ہاتہہ مین دیدیتے اور وہ تمام مکہ مین اُن کو کہینچے پہرتے۔ اس کشمکش سے ان کے زخم پڑ پڑ جاتے اور اُن سے خون بہنے لگتا مگر صبر کرتے ان کا آقا ان پر بہت ظلم کرتا۔ دہوپ مین جلتی ہوئی ریت پر لٹاتا اور سینہ اور پیٹ پر پتہر رکھکر پہرون وہین ڈالے رکہتا۔ اسی طرح ایک دن اُن پر ایسی ہی سختی ہو رہی تہی کہ حضرت ابوبکر ادہر سے گذرے اور یہ تکلیف دیکہکر بہت ہی ترس آیا آپ کی آنکہون سے آنسو جاری ہوگئے اور لوگون سے فرمایا کہ تم کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو وہ کہنے لگے کہ تم کو رحم آتا ہے تو ہم سے خرید لو۔ آپ نے بلال کو خرید کر آزاد کردیا تکلیف دینے والون مین ابولہب کا سب سے زیادہ حصہ تہا اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دونون صاحبزادیون حضرت زینب و اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے لڑکون عتبہ اور عتیبہ کو برگشتہ کرکے طلاق دلادی۔

خواتین! آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان تکلیفون کے اُٹھانے مین عورتون نے بھی حصہ لیا ہے اور بڑے بڑے مصائب جھیلے ہین باوجود اس کے بھی دیکھو کس طرح اپنے ایمان و اسلام پر قائم رہین ایک کنیز صحابیہ حضرت سمیہ تھین جن کو بڑی سخت تکلیفین پہونچائی گئین اور بہت بُری طرح ان کو جان سے مارا گیا۔ اور پھر ان کے خاوند یاسر کو مار ڈالا بہن کو دھوپ مین ڈال کر گرم پتھر اوپر رکھدیے۔ ان ہی مظلومون مین ایک زنیرہ تھین جن کی آنکھین ابوجہل کی سختیون کی وجہ سے جاتی رہین۔ ابوجہل نے اُن سے کہا کہ لات وعزیٰ تیری آنکھین لے گئے اُنھون نے کہا اُن کو کیا خبر یہ تو تقدیر کا لکھا تھا جو پورا ہوا۔ لیکن باوجود بے انتہا سختی و ایذا کے روز بروز اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا تھا اور جو لوگ مسلمان ہوتے تھے اُن مین صبر و شکر و استقلال بڑھتا جاتا تھا۔

مشرکین کا مطالبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطالب کی گفتگو

جناب رسالت مآب بدستور اسلام کی تبلیغ اور وعظ مین مصروف تھے اور کسی تکلیف و ایذا طعن و استہزا کی پروا نہ کرتے تھے قریش نے جب دیکھا کہ کسی طریقہ سے باز نہین آتے تو ابوطالب کی خدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ آپ ہم سب سے بزرگ اور معزز ہین ہم آپ کے بھتیجے سے سخت ذلیل و خوار ہو رہے ہین ہم نہین برداشت کر سکتے کہ وہ ہمارے آبا و اجداد اور ہمارے معبودون کو برا بتائین اور عیب لگائین

غرض یہ لوگ شکایت کرکے واپس گئے تو ابو طالب سخت متردد ہوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے بھتیجے تمہاری قوم کے چند افراد میرے پاس آئے تھے اور اونہون نے مجھہ سے اس اس طرح کہا تم مجھپر اور اپنی جان پر رحم کرو اور مجھپر ایسا بوجھہ نہ ڈالو جس کا اُٹھانا میری طاقت سے باہر ہے آپ نے فرمایا کہ کیا چچا صاحب آپ کو خیال ہے کہ مین آپ کی حمایت اور بھروسہ پر یہ کام کر رہا ہون۔ میرا حامی و مددگار تو خداوندکردگار ہے۔ مجھہ کو اوس نے اس کام پر مامور فرمایا ہے۔ جب تک یہ مہم انجام کو نہ پہونچے مین نہین بیٹھہ سکتا اگر آپ میری موافقت کرین اور امداد فرمائین تو آپ کی ہی بہبودی وسعادت ہے ورنہ مجھے صرف باری تعالیٰ کی مدد کافی ہے۔ یہ فرماکر آپ اُٹھہ کھڑے ہوے۔

ابو طالب پر اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا اور رقت پیدا ہوئی آپ کو پکار کر کہا کہ بھتیجے تم اپنا کام کیے جاؤ۔ خدا کی قسم جب تک مین زندہ ہون وہ تمپر ہرگز قابو نہین پا سکتے۔ اور نہ مین تمہین اون کے حوالے کرسکتا قریش نے جب دیکھا کہ ابو طالب کسی طرح آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت گوارا نہین کرتے اور نہ اونہین قریش کے حوالہ کرنا چاہتے ہین تو وہ عمارۃ بن ولید کو لے کر ابو طالب کی خدمت مین پھر آئے اور کہا کہ آپ اسے لے لیجئے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کیجئے۔ ابو طالب نے صاف

انکار کیا اور کہا کہ یہ کبھی نہین ہو سکتا کہ اپنے بھتیجے کو قتل کرنے کے لیے تمہین دیدون اور تمہاری اولاد کو تمہارے ہی لئے مین پالون قریش کے سرداروں نے اور بہی بہت کچھ لالچ دیا۔ پہر ڈرایا دہمکایا لیکن ابو طالب پر کوئی اثر نہ ہوا اور کہا کہ جو چاہو کرو ایسا نہین ہو سکتا۔

ہجرت حبشہ کا حکم | جب قریش بالکل مایوس ہو گئے تو اونہون نے آپ کو اور آپ کے تمام اصحاب کو اور بہی سخت تکلیفین پہونچانا شروع کین جب ان ایذاؤن کی کوئی حد و انتہا نہ رہی اور بہت سے بے پناہ اور کمزور لوگون کو جان کا خطرہ ہو گیا تو آنحضرت نے حبشہ کو ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی اور پندرہ مسلمان جن مین گیارہ مرد اور چار عورتین تہین حضرت عثمان ذی النورین رض کی قافلہ سالاری مین حبشہ چلے گئے۔ ان ہی مہاجرین مین آنحضرت صلعم کی صاحبزادی رقیہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رض جو اسوقت حضرت ابو سلمہ رض کی زوجیت مین تہین وہ بہی تہین۔ یہ سفر بہی نہایت سخت تہا یعنی دو سو میل خشکی اور پہر دریا کا سفر۔ قریش نے ان سب کا تعاقب بہی کرنا چاہا۔ مگر یہ سب روانہ ہو چکے تہے۔ اور اونکو کچھ نقصان نہ پہونچا سکے۔

حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی مذہب تہا لیکن چونکہ علم سے آراستہ تہا اسی سبب سے باوجود مذہبی اور ملکی غیریت کے خود اس نے اور اس کی عام رعایا نے ان ہجرت کرنے والون کی بڑی خاطر و تواضع کی اس گروہ کے بعد

اور مسلمان بھی وقتاً فوقتاً وہاں جاتے رہے۔

حضرت حمزہ اور حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

اسی دوران میں حضرت حمزہ اور حضرت عمر بھی اسلام لائے حضرت حمزہ ایک دن شکار کو گئے ہوئے تھے آنحضرتؐ کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے اور ابوجہل آپ کی شان مبارک میں گستاخی کر رہا تھا آپ صبر کئے ہوئے خاموش بیٹھے رہے اتنے میں حضرت حمزہ واپس آئے اور طواف کعبہ کو گئے تو ایک کنیز جو جناب رسالت مآب کی اس حالت کو دیکھ رہی تھی حضرت حمزہ کے پاس گئی اور اُن سے سب باتیں بیان کیں۔ اونہیں سخت غصہ آگیا اور قسم کھائی کہ جب تک اُس شخص سے جس نے محمدؐ پر ظلم کیا ہے بدلہ نہ لے لوں گا مجھے کھانا پینا حرام ہے۔ اسی حالت میں آنحضرتؐ کے پاس گئے اور کہا کہ تمہارا چچا تمہارے دشمن سے بدلہ لینے کے لئے آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو چھوڑ دیجئے جس کا نہ باپ ہے اور نہ چچا، نہ ماں ہے۔ نہ کوئی اور مددگار حضرت حمزہؓ نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں تمہاری مدد کروں گا آپ نے جواب دیا کہ اگر میری مدد میں آپ مشرکین کو اتنا قتل کریں کہ اُن کے خون میں نہا جائیں تو بھی آپ میرے عزیز نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ ایمان نہ لائیں اور اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ نہ کہیں حضرت حمزہ متاثر ہوئے۔ کلمہ طیبہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

خواتین! یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے مین اُس کنیز کا بہی کس قدر حصہ ہے اور کیسے نازک موقع پر اُس نے حضرت حمزہؓ کو آن حضرتؐ کی اس حالت بے کسی سے مطلع کیا۔

ان کے اسلام لانے سے آن حضرت کو بڑی تقویت ہوگئی کیونکہ حضرت حمزہ بڑے دلیر اور بہادر تہے اور سب پر ان کا رعب چہایا ہوا تہا انکے بعد حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کا بہی عجیب و غریب واقعہ ہے اس واقعہ سے تم کو معلوم ہوگا کہ انکے اسلام لانے مین ان کی بہن فاطمہ کا کتنا بڑا حصہ ہے اور اُنہون نے کتنی دلیری وجرءت اور اسلام پر استقلال کی مثال ہم عورتون کے لئے قائم کی ہے جس زمانہ مین آیتہ۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ۝ نازل ہوئی اور اس کی خبر ابوجہل کو پہونچی تو ابوجہل کہنے لگا کہ لوگو! محمدؐ اپنی زبان سے ہمارے اور تمہارے معبودون کی بُرائی کرتا ہے۔ اور تمہارے عقلمند لوگون کو بیوقوف بناتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے باپون کا حشر اُن کے معبودون کے ساتھ دوزخ مین ہوگا۔ اس لئے تم مین سے جو محمدؐ کو قتل کریگا مین اُس کو ہزار سرخ اونٹ اور ہزار اوقیہ[1] سرخ سونا دونگا اس محفل مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہی تہے وہ کہڑے ہوئے اور اس وعدہ کی قسم وغیرہ لینے کے بعد

[1] ایک اوقیہ کا وزن۔

آنحضرت صلعم کے قتل کو چلے راستہ مین ان کو اپنی بہن فاطمہ اور اونکی شوہر کے
مسلمان ہونے کی اطلاع ملی حضرت عمرؓ راستہ سے پلٹ کر اپنی بہن کی گھر
پہونچے انفاق سے کواڑ بند تھے اور اس وقت آپ کے بہنوئی اور بہن اور
خباب بن ارت بیٹھے ہوے سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے حضرت عمرؓ نے
دروازہ کھٹ کھٹایا اور آواز دی حضرت خباب نے حضرت عمرؓ کو پہچان لیا
اور خود مع اس صحیفہ طاہرہ کے چھپ گئے کواڑ کھولا گیا حضرت عمر تشریف لائے
اور کہا کہ جو باتین تم اس وقت کر رہے تھے کیا نہین بحث و گفتگو بڑہی اور
حضرت عمر اپنے بہنوئی کو مار کر اور گرا کر سینہ پر بیٹھ گئے جب آپ کی بہن نے
دیکھا تو وہ بچانے کے لئے دوڑین۔ آپ نے اُن کو بھی ایک طپانچہ مارا اور
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کے سر مین بہت چوٹ آگئی اور
تمام چہرہ خون آلودہ ہوگیا حضرت عمر کی بہن بولین کہ عمر! تم اس بات پر
ہم کو تکلیف پہونچاتے ہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ہم دونون مسلمان ہین اور
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہین۔ تم جو جی چاہے کرو ہم محمدؐ کے دین سے
نہین پھر سکتے۔

حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھی اور اپنی بہن کے خون بھرے ہوے
چہرے کی طرف نظر کی تو رقت طاری ہوگئی ایک کونہ مین جا کر بیٹھے اور
کہنے لگے کہ وہ صحیفہ لاؤ جس کو تم پڑہ رہے تھے اُن کی بہن نے جواب دیا

کر لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ اُٹھو غسل کرو تب اُس کو ہاتھ میں لو حضرت عمرؓ باہر گئے خباب کونے سے نکلے اور کہنے لگے کہ کیا کافر کے ہاتھ میں قرآن دو گی انھون نے کہا مجھے امید ہے کہ وہ مسلمان ہو جائین گی۔ آنحضرت حضرت عمرؓ غسل سی فارغ ہو کر تشریف لائے حضرت عمرؓ کی بہن نے صحیفہ ان کے ہاتھ مین دے کر سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى

(ترجمہ) (اے پیغمبر) ہم نے تم پر قرآن اس لئے تو نازل نہین کیا کہ تم (اس کی وجہ سے اس قدر) مشقت اوٹھاؤ (ہان قرآن) صرف (ایک) نصیحت ہے (اور وہ بھی) اُسی کے لئے جو (خدا سے) ڈرتا ہے (یہ) اُس (خدا) کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے (اونچے) آسمانون کو پیدا کیا (اسی کا ایک نام ہے) رحمٰن (جو) عرش (بریں) پر براج رہا ہے اُسی کا ہے جو کچھ آسمان مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ (آسمان و زمین) دونون کے بیچ مین ہے اور جو کچھ (کرہ) خاک کے تلے ہے اور (اے مخاطب) اگر تو پکار کر بات کرے تو وہ (تیرے پکارنے کا محتاج نہین کیون کہ وہ) آہستہ او

(آہستہ سے) زیادہ مخفی بات کو بھی جانتا ہے (وہی) اللہ ہے کہ اس کی سوا اور کوئی معبود نہین ہے"

غرض جس وقت وہ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے تا الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى پہونچین تو حضرت عمر کا سینہ نور اسلام سے منور ہو گیا ایک وجدانی حالت مین کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جب خباب نے اس کلمہ طیبہ کو حضرت عمرؓ کی زبان سے سنا تو وہ بھی تکبیر کہتے ہوئے باہر نکل آئے اور کہا کہ عمر ابتم کو بشارت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تمہارے حق مین قبول ہوئی۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آن حضرت کے مکان کیطرف چلے آن حضرت اور آپ کے اصحاب مکان مین بیٹھے ہوے تھے دروازہ بند تھا کسی نے کواڑ کی دراز سے دیکھا کہ حضرت عمرؓ آرہے ہین اور گلے مین تلوار حمائل ہے۔ یہ دیکھکر اُنھون نے کواڑ کھولنے کی ممانعت کی مگر حضرت حمزہ نے کہا یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ دروازہ کھولا جاے۔ اگر عمر اچھی طرح پیش آئے تو فبہا ورنہ اسی تلوار سے ان کا سر بدن سے جدا کر دیا جائیگا۔

ایک صحابی نے دروازہ کھولا حضرت عمر تشریف لاے تو آنحضرت نے استقبال کیا اور اپنے قریب لا کر بٹھایا اور فرمایا کہ اگر تم صلح کیلئے آئے ہو تو بتاؤ اور لڑائی کیلئے آئے ہو تو بتاؤ حضرت عمرؓ نے نہایت وحشت زدہ ہو کر عرض کیا مین مسلمان ہون

آن حضرت صلعم نے فرمایا کہو۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جیسے ہی یہ کلمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا تمام جلسہ نے خوش ہو کر نعرہائے تکبیر بلند کئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل اسلام کے زمرہ مین داخل ہو گئے۔

مسلمانون سے ترک تعلقات کا معاہدہ اور اس کا انفساخ

قریش نے جب دیکھا کہ اکثر مسلمان حبشہ مین جارہے اور چند افراد جو موجود ہین ان پر عمر و حمزہ کی وجہ سے سختی نہین کرسکتے تو یہ عہد کیا کہ کوئی بنو ہاشم و بنو مطلب (قبیلہ جناب رسالت مآب) سے کسی قسم کا کچھ واسطہ نہ رکھے بلکہ ان سے بات تک نہ کرے۔ تین برس تک یہی عہد وپیمان رہا۔ اور مسلمانون کو ضروریات زندگی مین سخت تکلیف ہونے لگی۔ آخر قریش کے چند آدمی باہم مشورہ کرکے اور اپنے اپنے اعزا کی تکلیف سے متاثر ہو کر اس عہد کو توڑنے پر آمادہ ہوے اسی اثنا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ عہد نامہ کا اکثر حصہ کیڑے کھا گئے۔ سب نے دیکھا تو واقعی یہ خبر صحیح تھی۔ سب متحیر ہو گئے اور اس کی پابندی چھوڑ دی۔

حبشہ سے چند اصحاب کی واپسی

ادہر مہاجرین حبشہ کو جھوٹی خبر ملی کہ قریش اور مسلمانون مین صلح ہو گئی ہے اس خبر سے ان مین کی کچھ لوگ واپس آ گئے۔

ابوطالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال

چند دنون بعد ابوطالب کا اور ان کے تین یا پانچ یوم بعد حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا ان دونون کے انتقال سے آنحضرت کو بہت صدمہ ہوا۔ اور آنحضرت نے اس سال کو عام الحزن فرمایا۔

خواتین! کس قدر عبرت وحیرت کا مقام ہے کہ ابو طالب جنہوں نے آپ کی اور اسلام کی حمایت مین کوئی دقیقہ نہ اوٹھار کہا تمام قبائل قریش کی دشمنی سے نہ ڈرے اور جو آپ کی محبت اپنی اولاد سے زیادہ کہتے تہے مرنے کے وقت بہی ان کا دل آپ کی آئندہ حالت کے لئے بے قرار تہا اور اپنے بہائیون سے آپ کے حفاظت کی وصیت کی تہی۔ یہ محبت ابو طالب کو آنحضرت کے ساتہہ طبعی اور فطری تہی جیسا کہ اولاد کے ساتہہ ہوتی ہے۔ لیکن اسلام کی دولت سے بہرہ یاب نہین ہوے اسلئے اسلامی محبت نہ تہی۔ اور جب آنحضرتؐ نے بے انتہا سمجہایا تو جواب دیا کہ مین نے آتش دوزخ کو اس ننگ کے مقابلہ مین گوارا کیا ہے کہ مین اپنے باپ دادا کے دین کو چہوڑ دون اور بہتیجے کی دین کو قبول کرون

پس اس سے خیال کرنا چاہئے۔ کہ توحید کا عقیدہ اور اقرار کس قدر ضروری ہے اور بغیر اس کے کسی طرح خواہ کیسی ہی نیکی کے کام کیون نہ کرے نجات ناممکن ہے اور یہ کہ محبت طبعی اور فطری کچہہ فائدہ نہین دیتی جب تک کہ اسلام اور ایمان کی وجہ سے محبت نہ ہو۔

طائف کا سفر اور وہان کی تکلیفات

اس کے بعد آپ مکہ سے طائف تشریف لیگئے تاکہ وہان تبلیغ اسلام کرین۔ آپ کے ہمراہ حضرت زید بہی تہے جنہون نے حضرت خدیجہؓ اور حضرت علی کے ساتہہ ہی اسلام قبول کیا تہا طائف مین دس دن تک آپ مقیم رہے اور وعظ فرماتے رہے مگر کوئی ایمان نہین لایا

اور شہر مین عام طور سے مخالفت شروع ہوگئی دسوین دن آپ پر پتھر برسائے گئے
جس سے آپ کے جسم اطہر پر کئی زخم آئے اور تمام لباس خون سے تر ہوگیا حضرت زید نے
آپ کے بچانے مین بڑی کوشش کی۔ اور خود بھی زخمی ہوے موذی آپکو ریلتے ہوے
ایک دیوار تک لے گئے۔ آپ نے اس وقت خدا سے التجا کی کہ اے خدا
جو سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہے تیرے ہی آگے مین اپنی ناتوانی اور
بیچارگی ظاہر کرتا ہون۔

نخلہ کے چند روزہ قیام کے بعد مکہ کو واپسی

پھر یہان سے نخلہ گئے اور نخلہ مین کچھہ دن قیام فرماکر مکہ واپس
تشریف لائے۔ لیکن یہان مسلمانون کو اور زیادہ تکلیف مین پایا
آپ مشرکین مکہ کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے۔

موسم حج مین جو لوگ اطراف وجوانب سے آتے آپ اون سے ملتے
اونکو دعوت اسلام دیتے۔ قرآن شریف پڑھ کر سناتے۔ اسلام اور مسلمانون کی
امداد کے لئے کہتے۔ قریش ان امور مین بھی مزاحم ہوے ابولہب نے اس مین بھی
زیادہ حصہ لیا۔ ان حاجیون مین سے بعض تو بہ سہولت جواب دیتے۔ اور
بعض منہہ موڑ لیتے۔ بلکہ ایذا دہی پر آمادہ ہوجاتے۔ اور بعض کہتے ہم ان شرائط پر
ایمان لاتے ہین۔ کہ ملک و حکومت دلاؤ۔ آپ یہ فرماکر چپ ہورہتے کہ بھائی کام
اللہ کا ہے مین کیونکر وعدہ کرون۔

اہل مدینہ سے ملاقاتین اور انکا اسلام قبول کرنا

پھر جب موسم حج آیا۔ تو آپ سب سے ملتے آے اتفاقاً

عقبہ کے قریب بمقام منیٰ ایک روز تشریف رکھتے تھے کہ اہل مدینہ مین سے قبیلہ خزرج کے چھہ آدمیون سے ملاقات ہوئی آپ نے ان کو دعوت دی قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ یہ لوگ یہود کے جوار مین رہتے تھے انھون نے سنا تھا کہ عرب مین عنقریب ایک نبی پیدا ہونے والا ہے قرآن اور توحید کی باتین سنکر باہم کہنے لگے کہ واللہ یہ تو وہی نبی ہین۔ جن کا یہود تذکرہ کیا کرتے ہین۔ بہتر ہوگا کہ یہود سے پہلے ہم ایمان لے آئین سب نے اتفاق کر کے حضرت سے عرض کی کہ ہم آپ کے رسول ہونے کی تصدیق کرتے اور آپ پر ایمان لاتے ہین اور آپ فرمائین تو ہم یہود کو بھی دعوت دین اگر اون سے اتفاق ہوگیا۔ تو اس صورت مین آپ سے بڑھکر کوئی شخص نہ ہوگا۔ آپ نے دعائین دین۔ وہ لوگ مدینہ واپس آے اور ہر جگہہ ہر موقع پر آپ کا ذکر کیا یہان تک کہ مدینہ مین کوئی جلسہ کوئی مکان آنحضرتؐ کے ذکر سے خالی نہ ہوتا تھا۔ دوسرے سال پھر بارہ آدمی مدینہ سے مکہ آے۔ بقول بعض پانچ اُن ہی مین سے تھے اور سات تھے جدید تھے ان سب نے عقبہ کے قریب آپ سے بیعت کی کہ شرک زنا، اور چوری نہ کرین گے اور نہ اپنی اولاد (اناث) کو مار ڈالین گے۔ نہ جھوٹ بولین گے۔ نہ بہتان باندہین گے اسی بیعت کو "بیعت النسا" کہتے ہین۔

بیعت النسا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس بیعت مین انصار نے یہ بھی اقرار کیا تھا کہ ہم آپ کی ایسی ہی حفاظت کرین گے اور ساتھہ دین گے جیسی اپنی

عورتون اور بچون کی حفاظت کرتے ہین۔

واپسی کے وقت ام مکتوم کے بیٹے اور مصعب کو احکام شریعت کی تعلیم کی غرض سے ان لوگون کے ہمراہ مدینہ روانہ کیا۔ ایک روز قبیلہ بنی عبد الاشہل کے دو سردار اسعد کے مکان پر آے۔ اور مشرف بہ اسلام ہوے۔ ان کے مسلمان ہونے سے ایک ہی دن مین کل قبیلہ کے مرد وعورت بوڑہے اور بچے سب مسلمان ہو گئے تہوڑے ہی دن مین مدینہ کا کوئی ایسا گہر نہ تہا جس مین کوئی عورت یا مرد مسلمان نہ ہو۔

ایک سال بعد پہر جو موسم حج آیا تو مصعب مع اور مسلمانون کے جن کی تعداد بہت بڑہ گئی تہی۔ مکہ مین پہونچکر عقبہ کے قریب آپ سے چہپ کر ملے یہان چند لوگ اور ایمان لاے اور اقرار کیا کہ اپنے اہل عیال اور اپنی عزت کی طرح آپ کو بہی دشمنون سے بچائین گے۔ آپ مع اصحاب کے ہمارے شہر مین تشریف لے آبیے۔ اس شب مدینہ کے بہتر مرد اور دو عورتون نے اسلام قبول کیا تہا۔ ان مین سے بارہ آدمیون کو حق کی تعلیم کا ذمہ دار بنایا۔ صبح قریش کا ایک گروہ ان کے فرودگاہ مین آیا اور اسلام لانے پر ملامت کی انہون نے بہی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ قریش خوف کہا کر واپس ہوے۔

مشرکین کا مشورہ قتل اور ہجرت کی تیاری

اس بیعت کے بعد مدینہ مین آفتاب اسلام کی روشنی پہیل گئی لیکن مکہ مین مسلمانون کی تکلیفین اور بڑہ گئین اب بہ حکم الٰہی

آپ نے اپنے اصحاب کو مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا ان کے ساتھہ کئی عورتین بھی تھین۔ آپ خود بھی مکہ مین حکم الٰہی کے منتظر تھے۔ اور آپ کے پاس صرف حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی مرتضےٰ تھے۔ اب قریش کا دار الندوہ مین جمع ہو کر مشورہ ہوا کہ آپ کو ایک تنگ و تاریک مکان مین قید کر دین۔ بعض نے جلاوطنی کی رائے دی اور بعض نے مار ڈالنے کی رائے دی اس آخری رائے سے سب نے اتفاق کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو آگاہ فرما دیا آپ نے حضرت علی کو اپنے خوابگاہ مین سلا کر ایک مشت خاک لی اور سورہ یٰس فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑہ کر اون کی طرف پھینک دی اور مکان سے باہر تشریف لا کر ابو بکر کے مکان پر گئے اور اون سے تنہائی مین گفتگو کر کے ارادہ سفر ظاہر فرمایا۔ حضرت اسما ناشتہ لیکر حاضر ہوئین ناشتہ باندہنے کو کچھہ نہ ملا تو اپنا کمر بند لے کر اوس کے دو حصہ کئے ایک سے ناشتہ باندہ دیا دوسرا کمر بند کیا۔ اوسی روز سے اون کا لقب ذات النطاقین ہو گیا آپ نے ابو بکر کو ہمراہ لئے ہوئے شہر سے نکل کر غار ثور مین قیام فرمایا۔ عبداللہ بن ابی بکر روزانہ قریش کے حالات سے آگاہ کر جاتے تھے باوجود کمال احتیاط کے قریش سراغ رسانی کر کے غار تک پہونچ گئے مگر آپ خدائے تعالیٰ کی حفاظت مین تھے اوس نے آپ کی حفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ غار ثور کے دہانہ پر مکڑی نے جالا تان دیا۔ راستہ مین کبوتر نے انڈے دیدیے وسط راہ مین ایک درخت

خدا کی قدرت سے نصب ہوگیا۔ کفار ناکام واپس آئے اور اعلان کیا کہ جو ابوبکرؓ و محمدؐ کو گرفتار کرے گا اوسے (۱۰۰) اونٹ انعام مین دیے جائینگے جب غار ثور مین تین روز گذر چکے تو روانگی کا ارادہ کیا عبداللہ بن اریقط حسب وعدہ دو اونٹ لے کر حاضر ہوگئے اور عامر بن فہیرہ جو حضرت ابوبکر کے غلام تھے وہ بہی آگئے۔

ہجرت آپ اور حضرت ابوبکر ایک اونٹ پر سوار ہوے اور عبداللہ اور عامر بن فہیرہ دوسرے پر سوار ہوکر ایک غیر مشہور راستہ سے مدینہ روانہ ہوگئے دوسرے دن ظہر کے وقت تہوڑی دیر میدان مین ٹہیرے۔ اس اثنا مین ایک شخص سراقہ نامی آپہونچا جو قریش سے آپکے گرفتار کرنے کا وعدہ کرچکا تہا۔ آپنے دعا کی اوس کے گھوڑے کے پاؤن زمین مین دہنس گئے وہ خواستگار معافی ہوا۔ آپ نے امان دی وہ واپس ہوگیا پہر جو کوئی آنحضرتؐ کے تعاقب مین اوکو ملتا وہ اونکو واپس کرتا جاتا تہا۔ یہ مختصر قافلہ دوشنبہ کے دن مدینہ مین داخل ہوا۔ اہل مدینہ روزمرہ استقبال کے لئے آکر واپس چلے جاتے تہے آج بہی ناامید ہوکر واپس ہورہے تہے کہ ایک یہودی کی نگاہ آپ کے قافلہ پر پڑگئی تو اوس نے اہل مدینہ کو آواز دی کہ تمہارا مقصود حاصل ہوگیا۔ وہ لوٹ پڑے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھکر اس طرف دوڑے اور ہمراہ رکاب مدینہ مین داخل ہوکر ”قبا“ مین

کلثوم بن دارم کے یہان رونق افروز ہوے۔

مسجد کی تعمیر[1] یہان آپکا پہلا کام مسجد کا تعمیر کرانا تہا، کلثوم کی ایک فتادہ زمین تہی جہان کہجورین سکہلائی جاتی تہین یہین دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی یہی مسجد ہے جس کی شان مین قرآن مجید مین ہے

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۚ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکہی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس مین کہڑے ہو اس مین ایسے لوگ ہین جن کو صفائی بہت پسند ہے اور خدا صاف رہنے والون کو دوست رکہتا ہے۔

مسجد کی تعمیر مین مزدورون کے ساتہہ آپ خود بہی کام کرتے تہے۔ بہاری بہاری پتہرون کے اُٹہاتے وقت جسم مبارک خم ہو جاتا تہا، عقیدت مند آتے اور عرض کرتے کہ "ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہون آپ چہوڑ دین ہم اُٹہا لین گے" آپ اُن کی درخواست قبول فرماتے، لیکن پہر اُسی وزن کا دوسرا پتہر اُٹہا لیتے۔

عبداللہ بن رواحہ، شاعر تہے، وہ بہی مزدورون کے ساتہہ شریک تہے اور جس طرح مزدور کام کرنے کے وقت تہکن مٹانے کو گاتے جاتے ہین، وہ بہی اشعار

[1] یہ اقتباس سیرۃ النبی (صلعم) سے اضافہ کیا گیا ہے۔

پڑھتے جاتے تھے۔

اَفلَحَ مَن یُعَالِجُ اَلمَسَاجِدَا — وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اور

ویقرءُ القراٰنَ قائماً وَقاعِدًا — اُٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے، اور رات کو

ولایَبِیتُ اللیلَ عَنہُ رَاقِدًا — جاگتا رہتا ہے۔

آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھہ آواز ملاتے جاتے تھے

مدینہ مین داخلہ اور استقبال — لوگون کو جب تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جوش مسرت سے پیش قدمی کے لئے دوڑے، آپ کے ننہالی رشتہ دار بنو نجار ہتھیار سج کر آئے۔ قبا سے مدینہ تک دو رویہ جان نثارون کی صفین تھین؛ راہ مین انصار کے خاندان آتے تھے، ہر قبیلہ سامنے آکر عرض کرتا "حضور! یہ گھر ہے، یہ مال ہے، یہ جان ہے" آپ منت کا اظہار فرماتے اور دعا خیر دیتے۔ شہر قریب آگیا تو جوش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خاتونین، چھتون پر نکل آئین اور گانے لگین۔

طَلَعَ البدرُ علینا — چاند نکل آیا ہے۔

من ثنیّات الوداع — کوہ وداع کی گھاٹیون سے؛

وجبَ الشکرُ علینا — ہم پر خدا کا شکر واجب ہے؛

مَادَعٰی للہِ داع — جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگین؛

معصوم لڑکیان دف بجا بجا کر گاتی تھین؛

نحن جوار من بنی النجار ؎ ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہین
یا حبذا محمدًا من جار ؎ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اچھا ہمسایہ ہے

آپ نے ان لڑکیون کی طرف خطاب کرکے فرمایا "کیا تم مجھکو چاہتی ہو؟" بولین "ہان" فرمایا کہ "مین بھی تم کو چاہتا ہون"

نتائج۔ خواتین! یہ واقعات جو نبوت سے ہجرت تک کے ہین۔ ان کو بطور واقعات ہی کے سننا اور پڑھنا نہین چاہیئے۔ بلکہ ان سے جو نتائج حاصل ہوتے ہین انپر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اور جو نصائح نکلتے ہین انپر عمل کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلعم کی تمام تر زندگی اُن لوگون کے لئے جو نیکی کے طالب ہین ایک نمونہ ہے۔ آپکے ساتھیون کے حالات ایسے لوگون کے لئے مثالین ہین۔ آپ رحمۃ اللعالمین تھے مگر آپ کو کیسی کیسی سخت تکلیفین اور مصیبتین اس قوم کے ہاتھ سے پہونچین جس کی نجات کے لئے آپ مبعوث ہوے تھے۔ اور آپ کے ساتھیون کو کس قسم کی ایذائین دی گئین لیکن آپ کی زبان مبارک سے کسی کے لئے بد دعا نہین نکلی بلکہ ان کی ہدایت اور نجات ہی کیلئے دعا کی۔ تم نے سنا ہے کہ ان محترم و مقدس خواتین نے جو آپ پر ایمان لائین تہین آپ کی رفاقت مین کس قسم کی ناقابل برداشت اور سخت مصیبتین گوارا کین۔ مگر اپنے قدم کو جادۂ اسلام پر مستقل رکھا اور ان سب مصائب کو خوشی کے ساتھ جھیلا۔

خواتین! آنحضرت صلعم کی ذات مبارک یون تو ساری دنیا کے لئے

رحمت تھی۔ آپ کے احکام اور آپ کے حالات زندگی، قیامت تک اسی طرح
رحمت رہیں گے۔ لیکن اس رحمت میں سب سے بڑا حصہ جس بنی نوع انسان کو حاصل
ہوا وہ ہماری ہی جنس ہے۔ ہمیں عورتیں ہیں جن کو اسلام نے ذلت وحقارت
اور غیر طبعی موت یعنی دختر کشی سے نجات دی۔ اسلام تمام دنیا کی ہدایت
کے لئے آیا۔ اور اس کی تعلیم صرف عرب ہی تک محدود نہ تھی۔ اور اس وقت
صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں عورتوں کی حالت قابل رحم تھی
اس زمانہ میں جہاں جہاں تہذیب وتمدن تھا اور جو جو مذاہب جاری تھے
ان میں عورتوں کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ یونان میں جہاں کی
تہذیب مشہور تھی۔ عورت ایک کم درجہ کی مخلوق کہی جاتی تھی اور بجز طوائفوں کے
اور کسی کی قدر نہیں ہوتی تھی اسپارٹا میں اس عورت کو مار ڈالتے تھے
جس سے کسی قوی سپاہی کے پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی۔ مذہب ہنود کی
کتابوں میں عورت اور اس کے اثر کے متعلق یہ الفاظ ہیں۔
کہ تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ، ان میں سے کوئی اسقدر
خراب و خطرناک نہیں جس قدر عورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ عورت
صغر سنی میں باپ کی مطیع ہے۔ اور جوانی میں شوہر کی اور پھر بیٹوں کی اور بیٹے
نہ ہوں تو اپنے اقربا کی۔ کیونکہ کوئی عورت اس قابل نہیں کہ خود مختارانہ زندگی
بسر کر سکے۔ چینیوں میں یہ ضرب المثل ہے کہ اپنی بیوی کی بات تو سننا چاہئے

مگر اسپر یقین ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ روم مین شوہر کو بیوی کی جان پر بہی پورا حق
حاصل تہا۔ انجیل مین لکھا ہوا ہے۔کہ عورت موت سے زیادہ تلخ ہے۔عہد قدیم
یعنی توریت کے باب وعظ مین لکھا ہے کہ " جو کوئی خدا کا پیارا ہے۔ وہ اپنے کو
عورت سے بچا ئیگا۔ ہزار آدمیون مین مین نے ایک خدا کا پیارا پایا ہے۔ لیکن
تمام عالم کی عورتون مین ایک عورت بہی ایسی نہین جو خدا کی پیاری ہوئی ہو
دختر کشی کی رسم تمام جہان مین پہیلی ہوئی تہی۔ یونان اور روم مین جہان بڑے بڑے حکیم
گذرے ہین۔ یہ رسم پسندیدہ سمجہی جاتی تہی۔ لیکن آپ نے جب پہلی مرتبہ
بیعت لی ہے تو اس مین لڑکیون کے زندہ رکہنے کا بہی اقرار لیا ہے۔ اور
اس کے بعد جیسا کہ مین آیندہ بیان کرون گی عورتون کی عزت اور انکے
حقوق کی حفاظت کے متعلق کیسی کیسی تاکیدین اور ہدایتین فرمائی ہین۔ پہر
خود آپ نے عورتون کے ساتہہ جس قدر مہربانی، درگزر اور الطاف فرمائے ہین
اور جس طرح اپنے خاندان کی عورتون اور لڑکیون کے ساتہہ آپ نے
بسر کی ہے۔ وہ ان احکام کی تفسیر اور ایسا عمل ہے جس کے سمجہنے اور جسپر عمل
کرنے سے انسانی دلون کو کامل فرحت حاصل ہوتی ہے مکہ مین جب تک
آپ رہے زیادہ تر توحید اور شرک سے بیزاری کا ہی وعظ فرماتے رہے۔ البتہ
جب مدینہ طیبہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے تو تمدنی اور معاشرتی اصلاحات
فرمائین جن کا تذکرہ اپنے موقع پر آئیگا۔ مکہ معظمہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ

آپ کے حضور مین ایک قبیلہ کے شیخ قیس نامی کو باریابی حاصل ہوئی اسوقت
آپ ایک صاحبزادی کو زانو پر بٹھائے کھلا رہے تھے قیس نے دریافت کیا کہ یہ
کس جانور کا بچہ ہے جس کو آپ کھلا رہے ہین آپ نے جواب دیا کہ یہ میرا بچہ ہے
قیس نے کہا باللہ العظیم بہت سی میرے یہان ایسی لڑکیان ہوئین ۔
لیکن مین نے سب کو زندہ دفن کر دیا ۔ اور کسی کو بھی نہ کھلایا ۔ آپنے فرمایا کہ
اے بدبخت معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل مین کسی قسم کی محبت
انسانی پیدا نہین کی ۔ تو ایک نعمت عظمیٰ سے جو انسان کو دی گئی ہی محروم ہی
آپ اپنی ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ رضہ کا بھی احترام فرماتے تھے اون کی
تعظیم کرتے تھے ۔ غزوہ حنین مین جو ہجرت کے ۸ سال بعد واقع ہوا اور جس مین
مسلمانون نے ایک بڑی شکست کے بعد فتح حاصل کی تھی جب آپ کا گذر ایک
عورت کے لاشہ پر ہوا تو آپنے دریافت فرمایا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے لوگون نے
عرض کی خالد بن ولید رضہ نے ۔ آپ نے حکم دیا کہ خالد سے جاکر کہدو کہ رسول اللہ نے
عورت بچہ اور مزدور کے قتل سے منع کیا ہے ۔ اس غزوہ کے قیدیون مین ۔
ایک لڑکی گرفتار ہو کر آئی ۔ جو آپ کی دودھ شریک بہن تھی ۔ اوس نے
اپنا پتہ بتایا ۔ آپ نے اوس کو پہچانا اور اس کے لئے اپنی چادر زمین پر بچھادی
اور جو کچھ اوس نے مانگا وہ اُسے دیا ۔ اور عزت و احترام کے ساتھ اوسے اوسکو
گھر پہونچا دیا ۔

جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ بہت غمگین و رنجیدہ رہتے تھے
تو اون کی بیوی یعنی آپ کی چچی جن کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد تھا اور جو حضرت
علی کی والدہ تھین آپ کے ساتھ بے انتہا ہمدردی کرتی تھین ہجرت کے چوتھے
سال اون کا انتقال ہوا۔ تو آپ اون کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا
اُمِّی بَعْدَ اُمِّی یعنی میری مان کی وفات کے بعد تم میری مان تھین۔ اور اسکے
علاوہ اون کی بہت تعریف کی اور اون کے کفن کے لئے اپنی چادر عطا فرمائی
اپنے دست مبارک سے اون کی لحد کھودی۔ مٹی نکالی اور قبر کے اندر اوتر کر
اون کے لئے دعاے خیر کی

آپ اپنی تمام عمر مین جن پانچ آدمیون کی قبر مین اترے اون مین سے
تین عورتین تھین۔ اور دو مرد ایک ہی فاطمہ بنت اسد دوسرے ام رومان
حضرت عائشہ کی والدہ اور تیسری حضرت خدیجہ غرض ایسے بہت سے
واقعات ہین جن سے۔ آپ کی اس شفقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو آپ
عورتون کے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ۔ اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَ
خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا مَرْاَۃٌ صَالِحَۃٌ یعنی دنیا ایک فائدہ کی جگہہ ہے اور دنیا کا
ایک بہترین فائدہ نیک عورت ہے۔ آپ نے عورت کو ایسا درجہ دیدیا جو دنیا
مین اس کے لئے ایک بہترین نعمت ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ
مَا اَکْرَمَ النِّسَاءَ اِلَّا کَرِیْمٌ وَمَا اَهَانَهُنَّ اِلَّا لَئِیْمٌ۔ یعنی جو شخص صاحب عزت

ہین وہ عورت کی عزت کرتے ہین اور جو پاجی ہین اون کی توہین کرتے ہین
گو یا عورت کی عزت ہی کو انسانی عزت کا معیار قرار دیدیا۔ غرض اسی طرح
بہ کثرت واقعات و احادیث اور قرآن مجید کی آیتین ہین۔ جن سے عورتون کے
مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے انکو مین آئندہ سلسلہ تقریر مین بیان کرون گی لیکن
اے خواتین! مین پوچھتی ہون کہ وہ مذہب اور اس نبی برحق کی وہ ہدایت
جس نے ہماری ذات کو نعمت عظمیٰ قرار دیا۔ اور جس نے ہماری روحانیت
کو تسلیم کیا اور جس نے ہماری جنس کو دنیا کی بہترین متاع تسلیم کرایا۔ جس نے
ہماری سختیون پر مردون کو صبر کرنیکی تلقین کی۔ کیا ایسی نہین ہے کہ اس پر دل و جان
سے عمل کرین اور ایک سچے شکر گذار بندے کی مانند اسکے احکام کی تعمیل مین مصروف رہین
تم نے اسی تقریر مین سنا ہے کہ سب سے پہلے جو چیز ہمپر فرض کی گئی ہے
اور جس کام کا ہم کو حکم دیا گیا وہ نماز ہے۔ اور پھر سب سے پہلے جو شخص اس فرض کو
بجالایا اور جس نے اس رحمتہ للعالمین کے ساتھ سب سے پہلے نماز ادا کی وہ بھی
ایک عورت ہی کی ذات تھی پس کیا عورتون کے لئے شرم وندامت اور افسوس
کی یہ بات نہین ہو گی کہ وہ اس فرض کو ادا نہ کرین اور اپنے اسلاف کی خلاف
اس طرح وہ اپنی ناشکر گزاری اور نا فرض شناسی کا ثبوت دین۔

(۳)

ہجرت سے فتح مکہ تک

شرف میزبانی، تعمیر مسجد نبوی، تحویل قبلہ، بھائی چارہ، حضرت فاطمہ کی شادی، سریات، غزوۂ بدر، یہودیوں کی عہدشکنی، حضرت ام عمارہ کی شجاعت، سریہ رجیع، سریہ بیر معونہ، غزوہ خندق، حضرت صفیہ کی بہادری، غزوۂ بنی قریظہ، غزوہ بنی مصطلق، صحابہ کے دل میں رسول اللہ کی عظمت، واقعہ افک، صلح حدیبیہ، بیعت الرضوان، عہدنامہ، دعوت اسلام کے خطوط، ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو، غزوہ خیبر، رسول اللہ صلعم کا عفو، غزوہ فدک، عمرہ، غزوہ موتہ، فتح مکہ، خطبہ، بیعت کی تشریح، ہند بنت عتبہ کی بیعت۔

خواتین۔ گذشتہ تقریر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات مدینہ طیبہ میں داخلہ تک کے بیان ہو چکے ہیں، آج کی تقریر میں فتح مکہ تک کے واقعات ہیں۔

شرف میزبانی جب آپ مدینہ طیبہ میں اس جگہ پہونچے جہاں اب مسجد نبوی ہے تو اس کے قریب ہی حضرت ابوایوب انصاری کا

مکان تھا اس وقت ہر شخص کی یہی تمنا تھی کہ آپ میرے ہی مکان
میں جلوہ افروز ہوں اور یہ سعادت ابدی مجھے ہی حاصل ہو لیکن
یہ سعادت ابوایوب انصاری کے مقدر میں تھی۔ اور آپ انہی کے
مکان میں مہمان ہو کر رونق افزا ہوئے

حضرت ابوایوب انصاری کا مکان دو منزلہ تھا۔ اوپر کی منزل
میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھیرانا چاہا مگر حضور نے
فرمایا کہ اوپر کی منزل تمہارے لئے ہے میں نیچے کی منزل میں
رہونگا۔ حضرت ابوایوب نے ہر چند اصرار کیا مگر حضور نے نہ مانا
آخر حضرت ابوایوب خاموش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نیچے کی منزل میں مقیم ہوئے

اس موقع پر مہمان اور میزبان دونوں کے اخلاق سے
سبق لینے کی ضرورت ہے چونکہ اوپر کی منزل عموماً اچھی آرام دہ
ہوتی ہے اس لئے حضرت ابوایوب مہمان کو وہاں ٹھیرانے
کے لئے مصر تھے۔ لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میزبان کے آرام کو ملحوظ فرما رہے تھے۔

تعمیر مسجد نبوی | اس مکان کے قریب سہل اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی
ایک زمین تھی آپ نے اس کو تعمیر مسجد کے لئے منتخب فرمایا۔ لیکن

ان یتیمون کے مربیون نے قیمت لینے سے انکار کیا اور مفت دینا چاہا اور کہا کہ اس کا اجر ہم اللہ تعالے سے لین گے لیکن آپ نے زمین کا مفت لینا منظور نہ فرمایا۔ آپ نے ان یتیمون کو بلوایا مگر انہون نے بھی بطور نذر زمین پیش کرنے کی استدعا کی مگر آپ نے منظور نہ فرمایا اور بالآخر دس دینار مین خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی پہلے آپ نے زمین ہموار کی۔ پھر مہاجرین اور انصار نے تعمیر شروع کی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اینٹین ڈہونے مین شریک تھے۔ یہان تک کہ مسجد تیار ہو گئی۔

اسی عرصہ مین یہود سے ایک معاہدہ کیا گیا جس مین دونون کے حقوق کی الگ الگ صراحت فرمائی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو حضور کے دو چار روز ہی بعد قبا مین تشریف لے آئے تھے۔ آنحضرت نے اپنے دونون خاص غلامون زید بن حارثہ و ابو رافع کو مکہ بھیجکر اپنی دونون صاحبزادیون حضرت فاطمہؓ و ام کلثوم اور سودہ بنت رقیہ ام المومنین کو بلا لیا حضرت زید اپنی زوجہ ام ایمن اور اپنے بیٹے حضرت اُسامہ کو بھی ہمراہ لے آئے اور عبداللہ بن ابی بکرؓ و عبدالرحمن بن ابی بکر اپنی بہن حضرت عائشہ اور اپنی والدہ ام رومان ابوبکر صدیق کے سب گھر والون کو مدینہ طیبہ

مین لے آئے۔

تحویل قبلہ مدینہ شریف مین سولہ سترہ ماہ تک قبلہ بیت المقدس کی طرف رہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ قبلہ خانہ کعبہ کی طرف ہو چنانچہ ماہ شعبان سنہ ۲ھ مین یہ آیت نازل ہوئی۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ یعنی ہم تمہارے منھ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہین اس لئے ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دین گے جسکے لئے تمہاری مرضی ہے۔ پھر اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور تم سب لوگ جہان کہین بھی موجود ہو اپنے رخ کو اوسی طرف کیا کرو۔

بھائی چارہ سنہ اول ہجری ہی مین آپ نے بحکم خداوندی مہاجرین اور انصار کے درمیان جن کی تعداد نوے یا سو تھی رشتہ اخوت قائم کر کے اون کے تعلقات کو اور مضبوط و مستحکم فرما دیا حضرت ابو بکرؓ صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا خارجہ بن زید اور عتبان بن مالک سے بھائی بندی کا رشتہ قائم ہوا۔

طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف، اوس بن ثابت، اور جعفر بن طیار، معاذ بن جبل وغیرہ مین سلسلہ اخوت قائم فرمایا گیا اس وقت حضرت علی نے فرمایا کہ سب مین تو بھائی بندی ہو گئی مین

اکیلا ہی رہا تو آپ نے جواب دیا کہ تمہارا بھائی مین ہون۔

خواتین آپ کے اس رشتہ اخوت کے قائم کرنے سے مھاجرین اور انصار مین اس قدر ہمدردی اور محبت بڑھ گئی کہ انہون نے اپنی جائداد اور مال اور اسباب بھی آدھا آدھا بانٹ دیا اس رشتہ کے قائم کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے فرق مراتب اور حیثیت کو بھی ملحوظ رکھا تھا یعنی جو مھاجر جس رتبے کا ہوتا اوسی رتبے کے انصار سے اس کی بھائی بندی قائم کی جاتی۔

اسی زمانہ مین عبداللہ بن سلام جو یہودیون کے بڑے زبردست عالم تھے اسلام لائے۔

حضرت فاطمہ کی شادی | اور سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا کا نکاح حضرت علی کیساتھ کیا گیا۔

خواتین! حضرت علی نے جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے استدعا کی ہے اوس وقت آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ کے پاس ایک گھوڑے اور ایک زرہ کے سوا اور کچھ نہ تھا یعنی شادی کا سامان تھا اور یہی مہر کا اس کے سوا کچھ اور ایسا اسباب نہ تھا جس کے ذریعہ سے آپ اپنی شادی کا سامان کرتے چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے فاطمہؓ سے شادی کی خواہش تو کی ہے لیکن مہر کے واسطے بھی کچھ ہے۔ تو آپ نے بھی جواب دیا

کہ "میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑا تو اس لئے فروخت کرنے کا حکم نہین دیا کہ وہ ضرورت کی چیز تھی صرف زرہ کے فروخت کرنے کا حکم دیدیا حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ ساڑھے چارسو درہم مین وہ زرہ فروخت کی اور ۵۰۰ درہم ایک چادر مین باندھ کر آنحضرت کو دیدیے آپ نے اوس مین سے کچھ خوشبو کی چیزین منگائین اور کچھ ضروری کپڑے خرید فرمائے پھر انصار اور مہاجرین کے جلسہ مین عقد کر دیا حضرت فاطمہؓ کو جہیز مین یہ سامان دیا گیا چادرین ۲ - چاندی کے بازوبند ۲ - قطیفہ[1] ۲ - تکیہ - پیالہ ۱ - چکی - چھلنی - مٹکی ۱ - مشک تھالیان ۲ - تکیہ اون بھرے ہوئے ۲ - خرمے کا ریشہ بھرے ہوئے تکئے -

خواتین! ذرا غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب سے زیادہ عزیز بیٹی کا نکاح اپنے سب سے زیادہ عزیز بھائی کے ساتھ فرمارہے ہین لیکن نہ اس مین کچھ دھوم دھام ہے اور نہ کوئی نمود و نمائش کتنی سادگی سے یہ تقریب عمل مین آرہی ہے۔

اسکے بعد حضرت فاطمہؓ کو ام سلیم کے ساتھ حضرت علی کے مکان پہنچدیا پھر خود آپ نے تشریف لیجا کر ایک پانی کا کوزہ طلب کیا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب اُس مین ڈال کر حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو وہ ہی

---

[1] قطیفہ مخمل کے کپڑے کو کہتے ہین

پانی وضو کرنے کے لئے دیا اور دعا فرمائی کہ یا اللہ ان دونون مین محبت اور برکت عطا کر۔

جب آپ واپس ہوئے تو حضرت فاطمہ رونے لگین آپ نے فرمایا رونی کیون ہو مین نے تو تم کو ایسے شخص کے نکاح مین دیا ہے جس کا اسلام سب سے اول اور حلم و خلق سب سے زیادہ ہے۔ پھر آپ نے اون کے گھر کے کام کاج کی بھی صراحت فرمائی یعنی گھر کے اندر کا کام روٹی پکانا جھاڑو دینا چکی پیسنا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے سپرد ہوا اور باہر کا کام یعنی سودا خریدنا وغیرہ حضرت علی اور اُن کی ماں کے سپرد ہوا،

اس وقت مدینہ مین آپ کو پورا پورا اقتدار اور اطمینان حاصل تھا اور مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے جمع ہونے سے ایک حد تک اسلام کو استحکام بھی ہو گیا تھا اور اسلام بھی بہ نسبت پہلے کے زیادہ وسیع اور قوی ہو رہا تھا۔

سرِیات | دشمنان اسلام آپ کی روز افزون شہرت اور قوت کو بےچینی سے دیکھتے تھے اور وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ آپ مدینہ مین چین سے بیٹھین

آپ کو بھی قریش کی طرف سے اطمینان نہ تھا کیونکہ ابوجہل اور دیگر کفار مسلمانون کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے لوگون کو ڈرا ڈرا کر اُن کو مال کا لالچ دے دے کر لڑائی پر اُبھارتے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کئی بار مسلمانون کی ایک جماعت لیکر گردونواح مین تشریف لے جایا کرتے تھے
لیکن لڑائی کی نوبت نہین آئی تھی۔ اسی درمیان مین آپ کو کرز بن جابر فہری
کے مدینہ کے قریب شب خون مارنے کی اطلاع ہوئی۔ آپ اس سے
لڑنے کے لئے نکلے لیکن وہ آپ کے پھونچنے سے پہلے واپس جا چکا تھا
پھر آپ نے کئی گروہ کئی اصحاب کی سرگروہی مین مختلف اطراف کو
روانہ فرمائے اسی سلسلہ مین ایک گروہ عبداللہ بن جحش کی سرگروہی مین
روانہ کیا اور اون کو ایک خط دیا جس کے متعلق یہ حکم تھا کہ اُس کو اُس وقت دیکھنا
جب دو دن کا راستہ طے کر چکنا دو دن کا راستہ طے کرنے کے بعد حضرت
عبداللہ نے خط دیکھا تو اس مین لکھا تھا کہ:۔
تجھکو چاہئے کہ برابر چلا جائے یہانتک کہ مکہ و طائف کے وسط مین بمقام
نخلہ پھونچکر مقیم ہو اور قریش کا انتظار کر اور ہم کو ان کے حالات سے مطلع کرتا رہ
اس خط کو پڑھ کر حضرت عبداللہ نے اپنے ساتھیون کو اطلاع دی اور فرمایا کہ
جو شخص شہادت کو محبوب رکھتا ہو وہ اُٹھے اور جو موت سے ڈرتا ہو وہ واپس چلا جائے
آخر اس قافلہ سے اور قریش سے لڑائی ہوئی اس مین کچھ قیدی
اور تھوڑا سا مال غنیمت بھی ملا۔ یہی پہلی غنیمت ہے جو مسلمانون کو ملی اور یہی
پہلی لڑائی تھی جو مسلمانون سے ہوئی اور یہی پہلے قیدی ہین جو مسلمانون کے
ہاتھ آئے۔ لیکن جب اس لڑائی کی اطلاع آپ کو ہوئی تو رنج ہوا کیونکہ یہ

لڑائی ایسے مہینہ مین ہوئی تھی جس کو اللہ تعالےٰ نے "شہر حرام" فرمایا ہے آپکی
رنجیدگی کا حال عبد اللہ بن جحش کو بہی معلوم ہوا تو اُن کو بہی صدمہ ہوا مگر
اللہ تعالےٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی۔

یَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ
أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ
حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ
فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

یعنی لوگ آپ سے شہر حرام مین قتال کرنیکے متعلق سوال کرتے ہین آپ فرما دیجیے کہ اسمین
خاص طور پر قتال کرنا جرم عظیم ہے اور اللہ تعالےٰ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالےٰ
کے ساتھہ کفر کرنا اور مسجد حرام کے ساتھہ، اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تہے اُن کو
اُس سے خارج کر دینا اللہ تعالےٰ کے نزدیک گناہ ہے اور فتنہ پردازی کرنا قتل سے بدرجہا
بڑہ کر ہے اور وہ تو ہمیشہ تم سے لڑنا ہی چاہتے ہین یہان تک کہ اگر اُن سے ہو سکے تو
تم کو اپنے دین سے پہیر دین اور جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے پہر جائیگا پہر مر جائیگا
وہ کافر ہی ہوگا۔ تو ایسون کے عمل دنیا و آخرت مین ضائع ہوے اور وہ لوگ آگ
والے (دوزخی) ہین وہ ہمیشہ اُسی (جہنم) کی آگ مین رہین گے۔

اس آیتہ کے نازل ہونے سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج اور
اون لوگون کا رنج جو اس مہینہ مین لڑائی سے رنجیدہ تھے دفع ہوگیا اور اس
تفیمت سے مسلمانون نے فائدہ اٹھایا۔

اس جنگ مین مسلمانون نے حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ کو قیدی
کر لیا تھا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو سعد اور عتبہ کے بدلے مین
رہا فرما دیا۔

پہر شعبان سنہ ۲ ہجری کا مہینہ ختم ہوتے ہی روزۂ رمضان فرض ہوا اور آپ نے
صدقۂ فطر وغیرہ دینے کی ہدایت فرمائی ایک سال تک آپ نے مدینہ مین
قیام فرمایا۔ اس عرصہ مین مشرکین مکہ اور دشمنان اسلام مسلمانون کو تکلیف
پہونچانے اور اُنہین آزار دینے کی تدبیرین کرتے اور سوچتے رہے ادہر آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے جاسوس بہی اپنا کام کر رہے تھے اور اونکے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو تمام وکمال حالات کی اطلاع ہوتی رہتی تہی۔

غزوۂ بدر — آخر اسی سال بدر کی لڑائی ہوئی تاریخ اسلام مین یہ بہت مشہور واقعہ ہے
اس لڑائی کا سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان کا ایک قافلہ تجارت کا مال لے کر شام سے
واپس آرہا تھا اوس کو یہ خبر ملی کہ مسلمان اوسپر حملہ کرنا چاہتے ہین اس نے قریش کے
پاس اپنا قاصد بہیجا کہ تمہارا قافلہ خطرہ مین ہے بچاؤ۔

اس سے پہلے مکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پہوپی عاتکہ نے خواب دیکہا

کہ ایک شتر سوار موضع الطح مین آکر کھڑا ہوا اور اوس نے زور سے چلا کر کہا کہ گروہ
قریش دوڑو اور تین دن کے بعد ہی اپنے قتل گاہ مین پہونچ جاؤ۔ اتنا کہا اور
پھر مسجد حرام کی طرف چلا گیا۔ لوگ اسکے پیچھے دوڑے تو دیکھا کہ شتر سوار خانہ
کعبہ پر کھڑا ہوا ہے اور منادی کر رہا ہے اس نے تین مرتبہ باواز بلند پھر وہی کہا
جو پہلے کہا تہا اور اوس کے بعد کوہ ابو قبیس پر گیا۔ وہان بھی لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے
وہان سے اوس نے ایک پتھر پھینکا جو نیچے پہونچتے پہونچتے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور سوائے
بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے گھرون کے اور کوئی گھر ایسا نہین بچا جہان اوس کا ٹکڑا
نہ پہونچا ہو! اس خواب کو اونہون نے اپنے بہائی حضرت عباس سے بیان کیا
اونہون نے اپنے ایک دوست سے کہا۔ اس طرح رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہو گئی۔ جب
ابو جہل کو معلوم ہوا تو آکر کہنے لگا۔ کہ تمہارے یہان عورتین بھی نبوت کا دعوی کرنے لگین
ہم تین دن صبر کرتے ہین اگر خواب سچا نہ ہوا تو مین مشہور کر دون گا کہ تم لوگ جھوٹے ہو
جب یہ خبر عورتون کو معلوم ہوئی تو وہ آئین اور کہنے لگین کہ عباس تم بزرگ خاندان ہو
اس ذلت کو کیونکر گوارا کرتے ہو کہ وہ خبیث ہم کو گالیان دین۔ حضرت عباس
کو شرم معلوم ہوئی اور کہا کہ اگر پھر اوس نے ایسی گستاخی کی تو سزا دیے بغیر
نہ رہون گا۔

اسی عرصہ مین ابو سفیان کا بھیجا ہوا آدمی جو مسلمانون کے حملہ کی اطلاع دینے
اور لوگون کو کمک پر پہونچنے کی خبر لایا تہا آگیا اور حالات سے اطلاع دی۔ ابو جہل

لوگون کو بہڑکا بڑکا کرا ور مکہ کے چند آدمیون کے سوا باقی اور سب کو ساتھ لے کر
پہونچا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی اپنے مختصر قافلہ کے ساتھ عبد اللہ بن اُم مکتوم کو
اپنی جگہہ چہوڑ کر روانہ ہوے۔ آپ کے ساتھ تین سو دس یا بارہ آدمی تہے۔ اور
اونٹ صرف ستر تہے۔ اس وجہ سے ایک ایک اونٹ تین تین چار چار آدمیونکے
حصہ مین آیا تہا اور لوگ باری باری چڑہتے اوترتے تہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس اونٹ پر سوار تہے وہ تین آدمیونکے
حصے مین آیا تہا۔ ایک حضرت علی دوسرے ابولبابہ اور تیسرے خود حضور اور بعض
روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے مرثد بن ابی مرثد غنوی تہے۔ یہ لوگ جسوقت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری آتی کہتے کہ آپ اُترئیے
ہم آپ کے بدلے پیدل چل لینگے۔ لیکن آپ جواب دیتے کہ ما انتما باقوی منی و
ما انا باغنی عن الاجر منکما یعنی نہ تم مجہہ سے زیادہ قوی ہو اور
نہ مین تم دونون کی بہ نسبت اجر سے مستغنی ہون جب آپ وادی ذفران مین
پہونچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو اطلاع دی
کہ مشرکین کا لشکر مکہ سے باہر آگیا ہے اور اللہ تعالی آپ کے لئے فتح کا وعدہ فرماتا ہے
آنحضرت صلے علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا۔

مہاجرین نے بسر وچشم تعمیل حکم کرنے کا وعدہ کیا۔ پہر آپ نے انصار کیطرف
نظر اُٹہائی تو سعد بن معاذ بڑہے۔ اور دست مبارک پر بیعت کی پہر فرمایا کہ اگر آپ

دریا مین ڈوب جانے کو فرمائین گے تو ہم اس مین بہی کود پڑین گے - آپ اللہ کے
نام پر ہمارے ساتہہ چلیئے - ہم ساتہہ چہوڑنے والون مین نہین ہین اور ہم یہ نہ کہینگے
جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اونکو جواب دیا تہا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ
وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ یعنی جاؤ تم اور تمہارا رب پس تم دونون
اُن دشمنون سے لڑو ہم یہین ٹہیرتے ہین - آن حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم اس جواب سے بہت خوش ہوے اور ان لوگون کو اپنی فتح ونصرت کا
مژدہ سنایا -

اس کے بعد آپ بقصد جنگ روانہ ہوکر بدر پہونچے - اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ اور زبیر وسعد رضی اللہ عنہما کو جاسوسی کے لئے بہیجا - یہ لوگ ایک
ایسے مقام پر پہونچے - جہان قریش کے اونٹ پانی پی رہے تہے - وہ لوگ تو ان کو
دیکہکر بہاگ گئے صرف دو کمسن لڑکے رہ گئے - انہون نے دونون کو گرفتار
کرلیا اور اپنے مقام پر لاکر ان سے حالات دریافت کرنا شروع کئے اس وقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین تہے - سعد وزبیر نے اون سے پوچہا کہ
تم کون ہو لڑکون نے بتلایا کہ ہم قریش کے غلام ہین مگر جب ڈرائے اور دہمکائے
گئے تو بتایا کہ ہم قریش کے سقا ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے
فارغ ہوکر فرمایا کہ جب انہون نے سچ کہا تو تم نے مارا اور جب وہ جہوٹ بولے
تو تم نے چہوڑ دیا پہر آپ نے دریافت کیا کہ قریش کہان ہین لڑکون نے کہا ٹیلے کی

اوس طرف آپ نے تعداد پوچھی اونھون لاعلمی ظاہر کی پہر آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتادو کہ اون کے کہانے کے لئے کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہین اونھون نے جواب دیا کہ ایک روز نو ایک روز دس اس سے آنحضرت نے یہ نتیجہ نکالا کہ اون کی تعداد ہزار نو سو کے درمیان ہے پہر آپ نے لڑکون سے دریافت کیا کہ کون کون لوگ ہین اُن لڑکون نے نام بتلاے آپ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشون کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے۔

آپ قریش سے پہلے مقام بدر مین پہونچ چکے تہے یہان چھوٹے سے کنوئین تہے آپ نے قیام فرمانے کا ارادہ کیا مگر حباب بن المنذر نے کہا کہ اگر خدا کے حکم سے آپ یہان قیام فرماتے ہین تو آگے نہ بڑھیئے اور اگر جنگ کے ارادہ سے آپ نے اس موقع کو پسند فرمایا ہے تو مین ایک ایسا مقام بتلاتا ہون جس سے بدر کے تمام کنوؤن پر آپ کا قبضہ ہو جاے آپ نے اس راے کو پسند فرمایا اور وہین جاکر قیام کیا جب قریش بہی آگئے اور اونکو آپ کی جمعیت کی اطلاع ہوئی تو بعض لوگون نے اس قلت کو حقیر سمجھکر ابوجہل سے بلا جنگ واپس ہوجانے کو کہا مگر خواتین! سچ یہ ہے کہ ان کے مظالم کا پیالہ لب ریز ہوچکا تہا اور وہ وقت آگیا تہا کہ اونہین اُن کی سزا ملے سو ایسا ہی ہوا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی صف درست کر کے اپنے عریش مین آے اور دعا کی اور یہان تک دعا مین التجا و الحاح کیا کہ دیکھنے والون کو بہی رحم آنے لگا۔ آخرکار

جب لڑائی شروع ہوگئی تو اولاً عبیدہ بن الحرث، حمزہ، حضرت علی رضی اللہ عنہم ادہر مسلمانون سے اور عتبہ، شیبہ، ولید اُدہر کفار سے میدان مین آئے الگ الگ جنگ ہوئی تینون کفار مارے گئے۔ مسلمانون مین سے صرف حضرت عبیدہ زخمی ہوگئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے۔ اُنہون نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا مین شہید نہین ہوا۔ آپ نے فرمایا ہان تم نے شہادت پائی چنانچہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ وہین قریب مقام بدر موضع حمرا کے رقبہ مین ان کا مزار اس وقت تک موجود ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین جنگ بدر کے دن لڑتے لڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ سجدہ مین تھے اور کہہ رہے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ مین واپس گیا اور لڑنے لگا۔ پھر آپ کے پاس آیا تب بھی آپ سجدہ مین تھے اور یہی کہہ رہے تھے۔ آخر آپ نے اُس وقت تک سر نہین اُٹھایا جب تک کہ فتح نہ ہوئی۔

تاریخون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے فتح کے وعدہ کو پورا کرنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی امداد کے واسطے فرشتون کو بھیجا اور یہ آیت نازل فرمائی اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ یعنی یہ وہ وقت تھا کہ تم اپنے پروردگار کے آگے فریاد کرتے تھے تو اس نے

تمہاری دعا قبول کی اور فرمایا کہ ہم لگاتار ہزار فرشتون سے تمہاری مدد کرین گے
آپ عریش سے باہر نکلے اور مسلمانون کو یہ خوش خبری سنائی۔
اس جنگ مین ابوجہل بہی قتل ہوا اور بڑے بڑے بہادر اور نامور اکابر
قریش مارے گئے۔ بہت سے قیدی گرفتار ہوے اور بہت کچہ مال غنیمت ہاتہ
آیا۔ آپ نے مال سب مسلمانون مین تقسیم فرمادیا اور لوگون کو قیدن کے ساتہ
بہلائی کرنیکی ہدایت فرمائی پہر اصحاب کو بلاکر مشورہ کیا۔ حضرت عمر کی رائے ہوئی
اِن قیدیون مین سے جو جس کا عزیز ہو وہ اُس کو قتل کرے تاکہ لوگون کو عبرت ہو
اور مشرکین کو معلوم ہو کہ ہمارے دل مین عزیزون سے زیادہ اللہ اور اوس کے
رسول کی محبت ہے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے کہا نہین بہتر یہ ہوگا کہ اُن سے
فدیہ لیکر آزاد کر دیا جاے کیونکہ اسوقت مسلمانون کو مال کی ضرورت بہی ہی
اور عجب نہین کہ زندہ رہکر یہ ایمان لے آئین آپ نے بہی رای پسند فرمائی۔
قیدیون مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس اور
داماد ابو العاص بہی تہے۔ حضرت عباس کا ہاتہ ذرا سخت بندہا ہوا تہا جسوقت
آپ آرام فرمانے لگے تو اون کے کراہنے کی آواز آئی آپ نے عبداللہ بن کعب
کو طلب فرمایا اور دریافت کیا۔ اونہون نے وجہ بتلائی تو آپنے فرمایا کہ اسی غم سے
مجہے رات بہر نیند نہ آئی۔ عبداللہ بن کعب نے کہا کہ اونہین چہوڑ دون آپنے
فرمایا نہین ہاتہ ڈہیلا کردو۔ دوسرے روز آپ نے قیدیون کو اپنے سامنے لانیکا

حکم دیا سب کے ساتھ حضرت عباسؓ بھی آئے وہ کہنے لگے کہ تم کیا یہ چاہتے ہو
کہ ہمارا اچھا فدیہ کے لئے گدائی کرے؟ آپ کو الہام سے معلوم ہو گیا تھا فرمایا
جو درہم آپ ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہیں اسے دیدیجئے۔ حضرت عباسؓ
متعجب ہوئے اور ایمان لے آئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
داماد ابو العاص شوہر حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی قیدیوں میں تھے۔
حضرت ابو العاص کے لئے حضرت زینب نے اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت
خدیجہؓ نے انہیں جہیز میں دیا تھا۔ جب آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ کے
دل میں حضرت خدیجہؓ کی محبت کا جوش ہوا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ
"اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور ہار بھی واپس کر دو" سب نے
بسر و چشم منظور کیا اور ابو العاص کو چھوڑ دیا کچھ دنوں کے بعد یہ بھی
اسلام لے آئے۔

خواتین! اس لڑائی کے جو کچھ واقعات ہیں اُن سے لوگوں کے ساتھ
آپ کے برتاؤ اور بھلائی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے گو آپ نبی مرسل تھے لیکن
عام لوگوں کے ساتھ ان کی ہر تکلیف میں شریک اور ہر مصیبت میں شامل رہتے تھے
اُن کی تکلیف و آرام کا ہر وقت خیال رکھتے تھے کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ تو راحت
و آرام سے رہتے اور مسلمان تکلیف اُٹھاتے غور کرو کہ وہ ذات جو فخر کائنات ہے
جو اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب بندوں میں سے ہے لوگوں کے ساتھ

کیسا مساوات کا برتاؤ کس طرح کا خلوص اور کیسی ہمدردی سے پیش آتا ہے
یہی وجہ تہی جس سے آپ کی عظمت اور وقعت لوگون کے دلون مین بہت تہی
اور آپ کے ذراسے اشارے سے اپنی جانون پر کہیل جاتا ایک معمولی اور
بڑے فخر کی بات سمجہتے تہے۔ غزوۂ بدر کے بعد کدر اور سویق کے دو معرکے
اور ہوے لیکن ان مین لڑائی نہین ہوئی پہر دو مرتبہ آپ نے غطفان پر
چڑہائی کی لیکن وہ قبیلہ مقابلہ مین نہین آیا اس وجہ سے آپ دونون مرتبہ
واپس آئے۔

یہودیون کی عہدشکنی | جنگ بدر کی فتح سے یہودیون کے دل مین حسد کی آگ
بہڑک اُٹہی اور وہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے اون سے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے جو معاہدے ہوے تہے اون کو توڑ ڈالا آپ بنوقینقاع کے بازار مین
تشریف لے گئے اونہین بلایا نصیحت کی اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی بے دینی اور
سرکشی سے باز آؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کا غضب تمہارے اوپر اُسی طرح نازل ہوگا
جس طرح قریش پر ہوا ہے اور تم اُسی طرح ذلیل وخوار ہوگے جیسے وہ ہوے۔
یہود کہنے لگے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم غرور نہ کرو جن لوگون نے تمہارا
مقابلہ کیا ہے وہ لڑائی کے قاعدون سے ناواقف تہے اس وجہ سے تمہین
فتح نصیب ہوئی۔
آپ نے اُنپر حملہ کی تیاری فرمائی اور پندرہ روز تک محاصرے مین رکہا

سولھوین روز محاصرین شہرمین داخل ہوگئے اور اسباب جنگ لیکراون لوگونکو شہر بدر کر دیا۔ اور یہان سے مدینہ واپس تشریف لاکر عید الضحیٰ کی نماز ادا فرمائی اور قربانی کی۔

پھر ابن ابی حقیق نے آپ کی مخالفت پر سر اُٹھایا آپ نے اوسکے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ عورتون اور بچون کو نہ مارنا چنانچہ عبد اللہ بن عتیک کی زیر کمان ایک چھوٹی سی جمعیت گئی اور اوس کو قتل کر ڈالا۔

غزوہ احد

اب چونکہ قریش بار بار کی شکست سے تنگ آگئے تھے عکرمہ بن ابی جہل اور دوسرے قریش کے سردارون نے ابوسفیان سے جاکر کہا کہ اگر تم مصارف برداشت کرو تو بدر کا انتقام لیا جا سکتا ہے۔ ابوسفیان نے منظور کر لیا اور اُسی وقت حملہ کی تیاریان کر کے مدینہ کی طرف بڑھا۔ اس مرتبہ قریش کے ہمراہ پندرہ عورتین بھی آئی تھین جو دف بجاتی تھین اور رزمیہ اشعار پڑھ پڑھ کر لوگون کو جنگ پر آمادہ کرتی تھین۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابی کے ساتھ تشریف لے چلے اور گروہون کو مقرر فرما کر جگھین معین کر دین ایک جماعت کو ایک درہ پر معین فرما دیا تھا اور یہ ہدایت فرما دی تھی کہ جب تک حکم نہ پہونچے اپنی جگہہ سے نہ ہٹنا۔

آپ کے ساتھ پندرہ پندرہ برس کے بچے بھی تھے جو تیر اندازی کرتے تھے آپ نے اپنی تلوار ابو دجانہ کو مرحمت فرمائی۔

اس لڑائی مین اول اول تو مسلمانون نے ایسا مقابلہ کیا کہ قریش بھاگ گئے
لیکن وہ جماعت جس کو آن حضرت نے ایک درہ پر معین فرمایا تھا آگے بڑھ آئی
اور غنیمت کا مال لوٹنے مین مصروف ہوگئی کفار قریش پیچھے سے درہ مین ہوکر
اُنپر ٹوٹ پڑے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ بڑھتے بڑھتے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے قریب آگئے اور آپ پر پتھرون اور تیرون کی بوچھار کی یہان تک
کہ آپ کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی اور ایک دندان مبارک کا تھوڑا حصہ
اندر والی شہید ہوگیا۔ اس نرغہ مین بہت سے صحابی شہید ہوے۔ ابو دجانہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آڑ مین لئے ہوے کھڑے تھے اور تیر پر تیر کھا رہے تھے
مگر حرکت تک نہ کرتے تھے یہان تک کہ شہید ہوے۔ اسی نرغہ مین کفار نے
مسلمانون کو پیچھے ڈھکیلنا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڈھے مین گرگئے
تو اسی عرصہ مین کسی نے چلا کر کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مارے گئے یہ سنکر صحابہ
حیران ہوگئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر ایک صحابی پکارے کہ خوش ہو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہین۔ پھر لڑائی ہوئی اور قریش بھاگ گئے۔
ابو سفیان دوسرے سال پھر لڑنے کا وعدہ کرکے چلا گیا۔

حضرت ام عمارہ کی شجاعت | اس لڑائی مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ایک صحابیہ ام عمارہ بھی تھین وہ کہتی ہین۔ کہ میرے پاس پانی کی ایک مشک تھی
جس سے مین مسلمانون کو پانی پلایا کرتی تھی اور جب دیکھی کہ لڑائی سخت ہوگئی ہے

کو پانی دینا بند کرکے لڑائی مین شریک ہو جاتی تہی میرے تیرہ زخم لگے تہے ان مین
ایک زخم سال بہر مین اچہا ہوا ایک مرتبہ جب ابن قمیہ نے میرے ایک ضرب ماری
تو مین نے بہی اس پر وار کیا لیکن وہ دو زرہین پہنے ہوے تہا اس وجہ سے
کارگر نہ ہوا۔ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو دیکہا تو میرے
لڑکے سے کہا اے ام عمارہ کے فرزند! اپنی ماں کے پاس جا اور اُس کے زخم کو
باندہ۔ اسی وقت کسی شخص نے عبداللہ (ان کے لڑکے) پر وار کیا وہ زخم باندہ رہا تہا
مین نے کہا کہ جا لڑائی مین مشغول ہو۔ رسول خدا دیکہہ رہے ہین جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکہا تو فرمایا اے ام عمارہ کون تہا جس نے تمہارے لڑکے کو مارا
مین نے کہا مین نے بہی اس کافر کو تلوار کا ایسا ہاتہہ مارا کہ وہ نیچے آرہا آنحضرت
ہنس پڑے اور فرمایا کہ تم نے اپنا قصاص لے لیا اور وہ کافر دوزخ مین گیا
اُنکے لڑکے عبداللہ کہتے ہین کہ اُن کی ماں نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے
کہ مین آپ کے رفیقون کے ساتہہ جنت مین ہون۔ تو آپ نے دعا فرمائی کہ
"اے اللہ جنت مین ان کو میرا رفیق بنا"۔
یہ سنکر وہ کہنے لگین اب مین کسی مصیبت سے نہین ڈرتی۔
اس لڑائی مین ام ایمن بہی شریک تہین اور وہ بہی اور عورتون کی طرح
پانی پلاتی تہین۔ حفانہ نے اون کے ایک تیر مارا اور وہ دامن مین اٹک گیا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد کو حکم دیا کہ وہ تیر مارین انہون نے حفانہ کو مارا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا سعد تم نے ام ایمن کا بدلہ لے لیا۔

جنگ احد مین حارث ابن ربیع بھی شریک تھے اور ان کے تیر لگا تھا جس سے وہ شہید ہوگئے تھے۔ ان کی مان آئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حارثہ کا مکان بتلا دیجئے اگر وہ جنت مین ہے تو مین صبر کرون گی اور نہین تو دیکھئے گا کہ مین کیا کرتی ہون۔ آپ نے فرمایا وہ فردوس اعلی مین ہین۔ تو وہ کہنے لگین اب مجھے صبر آگیا۔ اس لڑائی مین بہت سے صحابی اور آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوے۔

ہندہ ابوسفیان کی بیوی نے جو لڑائی مین رزمیہ اشعار پڑھتی تھی حضرت حمزہ کے ناک کان کاٹ کر ان کو مثلہ بنایا تھا۔ اور ان کا جگر دانتون سے چباڈالا تھا جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو قریش پر غلبہ مرحمت فرمایا تو مین تیس آدمیون کو مثلہ کرون گا۔ تو آیت نازل ہوئی۔ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ (ترجمہ) اور (اے مسلمانون) دین کی بحث مین مخالفین کے ساتھ سختی بھی کرو تو اتنی ہی سختی کرو جتنی تمہارے ساتھ کی گئی ہے اور اگر مخلوق کی ایذا پر صبر کرو تو صبر بہرحال صبر کرنے والون کے لئے بہتر ہے۔

جب حضرت حمزہ کی بہن کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہون نے دیکھنے کی خواہش ظاہر مگر آپ نے اون کو روک دیا تو کہنے لگین کہ مین نے سنا ہے

کہ میرے بہائی کی ناک کان کاٹ ڈالے گئے ہین خدا کی راہ مین تو یہ ایک ادنی سی بات ہے۔

ایک اور عورت جس کا باپ، بیٹا، خاوند اور تمام رشتہ دار جنگ مین شہید ہوگئے تھے لوگون سے پوچہتی تہی کہ بتلا مجہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح وسالم ہونے کی خبر دو لوگون نے اوس کو آن حضرت صلعم کے پاس لاکر کہڑا کر دیا وہ بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اب مجہے کسی کا غم نہین۔ اسی طرح جب آپ مدینہ واپس آے اور ان عورتون نے جو آپ کے دیکہنے کی آرزو مند تہین دیکہا تو کہنے لگین کہ آپ موجود ہین تو سب غم ہیچ ہین۔

یہی معنی ہین آیتہ شریف اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کے یعنی نبی مومنین کے نزدیک اُن کی جانون سے زیادہ عزیز ہے۔

اس کے بعد آپ نے پہر دشمنان اسلام کی سرکوبی کا قصد کیا اور مقام حمراء الاسد مین جاکر قیام فرمایا آپ کے وہان قیام فرمانے اور لڑنے کی تیاری کا حال ابو سفیان کو معلوم ہوگیا وہ وہین سے مکہ لوٹ گیا اور آپ مدینہ واپس تشریف لاے۔

سریہ رجیع | پہر واقعہ پیش آیا کہ سفیان بن خالد ہذلی قبیلہ قارہ وعضل کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کر مبارکباد دینے مکہ گیا۔ وہان پہونچکر معلوم ہوا کہ سلافہ بنت سعد جن کا خاوند اور چار لڑکے جنگ احد مین مارے گئے تہے

اُس نے نذر کی ہے جو شخص عاصم بن ثابت وغیرہ میری اولاد کے قاتلون کا سر لادے گا اُس کو سو اونٹ انعام مین دون گی۔

سفیان مذکور نے مال کے لالچ مین اپنی قوم کے چند لوگ روانہ کئے وہ لوگ آنحضرت کے پاس آے اور کہنے لگے کہ ہم لوگون مین اسلام پھیل چلا ہے اور لوگ آپ کے گرویدہ ہوتے جاتے ہین۔ آپ چند مسلمانون کو ہمارے ساتھہ بھیجئے تاکہ وہ قرآن کی تعلیم دین۔ آن حضرت نے کچھہ آدمیون پر عاصم بن ثابت کو سردار مقرر کر کے ان کے ساتھہ بھیجا اور اُنھین قرآن و شریعت کی تعلیم دینے کا حکم دیا جب یہ لوگ رجیع مین پہونچے تو کسی نے مخفی طور پر سفیان بن خالد کو خبر پہونچا دی۔ اُس نے دو سو آدمی بھیجدیے۔ ان لوگون نے آکر مسلمانون کو گھیر لیا اور ایک ایک کر کے شہید کر ڈالا دو آدمی بچے تھے وہ بھی گرفتار ہو گئے اور ان کو بھی قریش نے خرید کر شہید کر دیا۔ ہذیل نے یہ سوچکر کہ اگر عاصم بن ثابت کا سر سلافہ بنت سعد کے پاس لے جائیگا تو وہ انعام واکرام دے گی اون کا سر کاٹنے کے لئے لاش کے پاس آیا، کیونکہ سلافہ کے شوہر اور بیٹے کو جنگ احد مین ان ہی نے مارا تھا۔ نزع مین حضرت عاصم نے دعا کی تھی کہ یارب میرے بدن کو دست کفار سے محفوظ فرمانا اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرما کر اُن کی لاش کے گرد اس قدر بھڑین بھیجدین کہ وہ سر نہ کاٹ سکے آخر رات کو سیلاب آیا اور وہ بہالے گیا۔

سریہ بیر معونہ | اس کے بعد پھر ایسا ہی واقعہ ہوا کہ ہجرت کے چوتھے سال ایک آدمی ابو عامر براء بن مالک نامی نجد سے آیا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اسے دعوت اسلام دی اس نے کہا دین تو اچھا ہے آپ میرے ساتھ کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے۔ تاکہ وہ آپکا دین سکھلائین اور جن لوگون کو آپ بھیجین گے وہ میری ذمہ داری مین رہین گے۔ آپ ایک خط عامر بن طفیل کو بھیج دیجئے۔ آپ نے خط دیکر چالیس یا ستر آدمیون کو ساتھ کر دیا جب حرام بن ملحان کی معرفت عامر ابن طفیل کے پاس خط پہونچا تو اُس نے ابن ملحان کو شہید کر دیا اور لوگون کو ان آنے والے مسلمانون کے قتل پر برانگیختہ کر کے شہید کرا ڈالا۔

اس کے بعد چار غزوے[1] اور ہوے۔ لیکن لڑائی نہین ہوئی۔

غزوہ خندق | پھر غزوہ خندق ہوا۔ اس غزوہ کا سبب یہودی بنو نضیر ہوے۔ کیونکہ جب یہ لوگ شہر چھوڑ کر نکلے تھے تو کچھ تو مسلمان ہو گئے تھے اور کچھ مکہ مین پہونچے وہ اور وہان لوگون کو ابھار کے لڑائی پر آمادہ کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس کی اطلاع ملنے پر میدان سلع کی طرف چلے باوجود اسکے کہ بنو قریظہ سے آپ سے مصالحت تھی مگر کفار کے کہنے مین آکر وہ لوگ بھی ان مین شامل ہو گئے مسلمانون کو گھیر لیا ایک مہینہ تک محاصرہ رہا اور لڑائیان بھی سخت سخت ہوئین

[1] آنحضرت کی حیات مین جو لڑائی ہوئی اُسے غزوہ کہتے ہین۔

حضرت صفیہ کی بہادری | اسی عرصہ مین قریش اور بنو قریظہ سے مخالفت ہوگئی یہ لوگ واپس ہوگئے
تو آپ بہی واپس چلے آئے اس غزوہ مین آن حضرت کی پہوپی حضرت صفیہ بہی
شریک تہین اور اونہون نے ایک یہودی کو مارا تہا اس کی تفصیل یہ ہے
کہ جب ایک یہودی (بغرض حملہ) آیا تو آپ نے حسان بن ثابت سے کہا اسکو
مارو۔ لیکن اون کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہ نے ان سے تلوار مانگی اور
اس کو قتل کیا۔

غزوہ بنی قریظہ | اب بنو قریظہ کی بدعہدی تو معلوم ہی ہو چکی تہی آپ نے مسلمانون کو
حکم دیا کہ ہر شخص بنو قریظہ مین عصر کی نماز پڑہے۔ علم حضرت علیؓ کے ہاتہہ مین دیا
اور پچیس روز تک ان کا محاصرہ رکہا۔ کعب بن اسد نے بنو قریظہ کے لوگون کو
جمع کر کے کہا کہ یا تو اسلام قبول کرلو یا شبخون مارو یا عورتون بچون کو قتل
کر کے شمشیر بکف ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑو کچہہ دنون کے بعد آنحضرت نے
اون کو حصار سے نکلنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ سعد بن معاذ جو تمہین مین سے ہین
جس بات پر فیصلہ کردین اوسپر راضی ہو جاؤ گے اونہون نے کہا ہان وہ
بلائے گئے۔ اونہون نے یہ فیصلہ کیا کہ مرد قتل کئے جائین۔ اور عورتین بچے
چہوڑ دیے جائین چنانچہ اس فیصلہ پر چہہ سات سو بنو قریظہ قتل کئے گئے

غزوہ بنی مصطلق | اس کے بعد ایک غزوہ اور ہوا جس مین ایک ہلکی سی لڑائی بہی
ہوئی۔ پہر آپ نے بنو مصطلق پر حملہ کرنے کی تیاری فرمائی اس کا سبب یہ تہا

کہ حارث ابن ضرار کی سپہ سالاری مین چند لوگ مجتمع ہوکر مسلمانون پر حملہ کرنا
چاہتے تھے اس کی اطلاع آپکو ہوگئی تو آپ نے مریسیع پر جاکر مشرکین سے مقابلہ
فرمایا اور آپ کو فتح ہوئی۔ عورتین اور بچے گرفتار کرلئے گئے۔ اسی لڑائی مین حضرت
جویریہ رضی اللہ عنہا بھی گرفتار ہوئی تھین۔ پہلے یہ ثابت بن قیس کے حصہ مین
آئین اُنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روپیہ لیکر آزاد کردیا وہ اسلام لائین
اسلام لانیکے بعد اونکو آپ نے اپنی زوجیت مین داخل فرمالیا حضرت جویریہ کے
نکاح کے بعد تمام قیدیون کو لوگون نے اس وجہ سے آزاد کردیا کہ آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سسرال کے لوگ ہین ان کو لونڈی غلام نہ بنانا چاہیے
حضرت جویریہ فرمایا کرتی تھین کہ رسول خدا کے آنے سے پہلے مین نے یہ خواب
دیکھا تھا۔ کہ چاند مدینہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے مین یہ سوچا کرتی تھی
کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ مین اسلام لائی اور
شرف زوجیت سے مشرف ہوئی یہی میرے خواب کی تعبیر تھی۔

صحابہ کے دل مین رسول اللہ کی عظمت خواتین! اسی سلسلہ مین مین تم کو ایک ایسا واقعہ
سنانا چاہتی ہون جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ مسلمانون کے دل مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظمت و وقعت جاگزین تھی کہ وہ اپنے کسی عزیز
حتی کہ اپنے باپ تک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی نہ سن سکتے تھے
اسی لڑائی کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جو بہت بڑا منافق تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی آپ کو اس کی اطلاع ہوئی اور اسکو لڑکے کو بھی جو سچے دل سے آپ پر ایمان لاچکا تھا۔ آنحضرت کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ عبداللہ بن ابی بن سلول کے قتل کا حکم دیجئے تو میں ابھی اس کا سر کاٹ کر حاضر کرون مگر آپ نے فرمایا نہیں میں ایسا نہیں چاہتا۔ جب لشکر اسلام واپس آیا تو اس لڑکے نے اپنے باپ کو گھر مین نہ آنے دیا اور کہا کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دین مین تم کو گھر مین نہ آنے دونگا۔ اس وقت بھی اقرار کرلو کہ مین ذلیل تر ہون اور رسول خدا عزیز تر ہین۔

خواتین! سمجھین کہ اس لڑکے کا اپنے باپ سے یہ جملہ کہلوانیکا مطلب کیا تھا؟ بات یہ ہے ایک دفعہ مہاجر اور انصار مین کچھ جھگڑا ہو گیا تھا اوسوقت عبداللہ نے کہا تھا کہ اگر مدینہ مین میرا جانا ہوا تو ہم معزز لوگ ہین اُن ذلیل لوگون کو مدینہ سے نکال دین گے جیسا کہ سورۂ منافقون مین یہ واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ لیخرجن الاعز منھا الاذل

اس واقعہ کی اطلاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوگئی تھی اور اس لڑکے کو بھی اس وجہ سے وہ اپنے باپ سے یہ کہلانا چاہتا تھا کہ مین سب سے ذلیل ہون۔ آخر کار وہ مجبور ہوا اور اس نے کہا۔ لانا اذل من الصبیان لانا اذل من النساء یعنی مین عورتون اور بچون سے بھی زیادہ

ذلیل ہون اس واقعہ کی خبر جب آنحضرتؐ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا زیادہ ضد نہ کرو چھوڑ دو۔

واقعہ افک | خواتین! جب آپ کا لشکر غزوہ سے واپس آرہا تھا تو حضرت عائشہؓ بھی آپ کے ساتھ تھین کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر کرتے تھے تو ازواج مطہرات مین سے کسی ایک کو ساتھ لیجانیکو لئے قرعہ ڈالتے پھر جس کے نام کا قرعہ نکلتا اوس کو اپنے ساتھ لیجاتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ اس مرتبہ میرے ہی نام قرعہ نکلا اور دولت مصاحبت سے مین ہی سرفراز ہوئی لیکن چونکہ اس دوران مین آیت حجاب نازل ہوچکی تھی اس لئے میرے لئے ہودج کا انتظام کیا گیا تاکہ مین اُس مین سفر کرون جب جنگ سے فراغت اور میدان جنگ سے واپسی ہوئی تو منزل بہ منزل ٹھہرتے ہوے مدینہ کے قریب پہونچے اور وہان قیام ہوا صبح کو جب کوچ کا نقارہ بجا تو مین قضاے حاجت کے لئے لشکر سے باہر گئی ہوئی تھی۔ وہان سے واپس آئی تو اپنے گلے مین مین نے وہ ہار نہ پایا جو پہنے ہوئی تھی۔ آخر اُسی جگہہ ہا ڈھونڈھنے کے لئے گئی۔ جب وہ مل گیا تو مین واپس آئی مگر یہان سے لشکر کوچ کر گیا تھا مین جس ہودج مین بیٹھی تھی وہ اونٹ پر رکھدیا گیا تھا میرا وزن بھی زیادہ نہ تھا کیونکہ اُس زمانہ مین عورتین دبلی پتلی اور ہلکی ہوتی تھین اس لئے ہودج اُٹھانے والون کو کچھہ معلوم بھی

نہ ہو سکا۔ مین یہ سوچکر کہ جب مجھکو نہ دیکھین گے تو خواہ مخواہ تلاش کرنیکے لئے آئینگے اُسی جگہہ بیٹھ گئی اور بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا تو وہین سو گئی صفوان بن معطل نے جو قافلہ کی نگرانی کی وجہ سے قافلہ کے پیچھے رہتے تھے جب مجھے آکر دیکھا تو پکار کے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ پڑھا مین اُن کی آواز سے بیدار ہو گئی اور اپنے منھ کو چھپا لیا۔ اونہون نے اونٹ کو بٹھلایا اور مجھہ سے سوار ہونے کو کہا مین سوار ہو گئی۔ وہ مہار پکڑ کرے چلے مین جب لشکر مین پہونچی تو منافقین نے بہتان باندہنا شروع کیا۔ ان مین سب سے زیادہ عبد اللہ بن ابی سلول تھا اور منافقین کے سوا بعض صحابہ جیسے حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور بعض لوگ بہی اپنی کم فہمی سے کچھہ شبہہ مین پڑ گئے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین مدینہ پہونچکر بیمار ہو گئی۔ مردون مین اس بہتان کی خوب شہرت ہوئی۔ لیکن مجھے کچھہ خبر نہ تھی البتہ مین خلاف معمول یہ دیکھتی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ جیسی مجھہ پر پہلے تھی اب نہین ہے

ایک رات مین قضاے حاجت کے لئے مسطح کی مان کے ساتھہ ایک مقررہ جگہہ مین جا رہی تھی راستہ مین مسطح کی مان نے ٹھوکر کھائی تو مسطح کو بد دعا دی۔ مین نے کہا تم اُس شخص کو بُرا کہتی ہو جو جنگ بدر مین شریک تھا اونہون نے کہا اے عائشہؓ تمہاری وجہ سے کہتی ہون تمہین معلوم نہین کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مین نے کہا کیا کہتا ہے۔ اُسوقت اُم مسطح نے مجھے سارا قصہ سنایا

یہ سنکر میری بیماری اور بڑھ گئی گھر واپس آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مین نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین اپنے باپ کے گھر جاؤن۔ اس سے
میرا مطلب یہ تہا کہ مین اپنے گھر جاکر کل واقعہ کی اچھی طرح تحقیق کرون گی جب اجازت
لیکر مین اپنے باپ کے گھر آئی تو مان سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے۔ جو لوگ میری
نسبت کہہ رہے ہین اونہون نے کہا بیٹی تم غم نہ کرو۔ جو عورت اپنے خاوند کی
پیاری ہوتی ہے لوگ اُس کو ایسی ہی تہمتین لگاتے ہین مین نے کہا سبحان اللہ

اس رات نہ مجھے نیند آئی نہ آنکھون سے آنسو تھمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
میرے چلے آنے کے بعد حضرت علیؓ اور اسامہ بن زید کو مشورہ کے لئے بلایا
اور اون سے راے لی اُسامہ نے تو کہا یا رسول اللہ مین کبھی آپ کے
اہل کی طرف سے نیکی اور بھلائی کے سوا اور کوئی گمان نہین کرسکتا حضرت
علیؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ اتنا کیون تردد فرماتے ہین۔ عورتین بہت ہین
اللہ تعالی نے آپ پر تنگی نہین کی ہے آپ حضرت عائشہؓ کی کنیز بریرہ کو
بلوائیے وہ سچ سچ بتادے گی آپ نے اُسے بلوا کر پوچھا اُس نے کہا۔
اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے لئے مبعوث کیا ہے مین نے عائشہؓ
مین کوئی بات نہین دیکھی وہ تو ایسی کمسن لڑکی ہے کہ اپنے آٹے سے بھی ایسی
غافل ہو جاتی ہے کہ بکری آکر کھا جاتی ہے۔

بعض روایات سیر مین یہ بھی ہے کہ ان دنون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے گھر مین رنجیدہ بیٹھے رہا کرتے تھے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق آئے آپ نے
اُن سے پوچھا کہ اس بارے مین کیا کہتے ہو اونہون نے کہا مجھے یقین ہے کہ منافق
جھوٹ کہتے ہین پھر حضرت عثمان ذی النورین آئے تو ان سے بھی آپ نے پوچھا
اونہون نے بھی یہی کہا۔ اہل نفاق جو کچھہ کہتے ہین سب جھوٹ ہے۔ پھر حضرت
علی آئے اُن سے دریافت کیا اونہون نے بھی کہا کہ یہ محض جھوٹی تہمت اور بہتان ہے
حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین گھر مین رو رہی تھی انصار کی اور عورتین بھی
میرے ساتھہ رو رہی تھین میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے ہوے تھے
اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کرکے بیٹھہ گئے ایک مہینہ
ہو گیا تھا۔ اور اس باب مین کچھہ وحی نازل نہین ہوئی تھی بیٹھنے کے ساتھہ ہی
آنحضرت نے زبان مبارک سے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا اور کہا اے
عائشہؓ! ایسے ایسے حالات کی مجھے اطلاع ہوئی ہے اگر تم بری ہو تو اللہ تعالےٰ
جلد تمہاری برأت کرے گا اور اگر کوئی گناہ تم سے خلاف عادت صادر ہو گیا ہے
تو توبہ اور استغفار اور اپنے گناہ کا اعتراف کرو وہ توبہ قبول کرے گا اور مغفرت
فرمائے گا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو ختم کر چکے تو میرے آنسو تھم گئے
مین نے اپنے والد سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے اونہون نے
کہا مین کیا کہون ماں سے کہا اونہون نے کہا حیران ہون کہ کیا جواب دون تب مینے
خود کہا کہ خدا کی قسم جتنی باتین آپ لوگون کے کانون نے سنی ہین اور آپ

لوگون کے دل نشین ہوگئی ہین۔ اور جن کی آپ لوگ تصدیق کرنا چاہتے ہین
اگر مین کہون کہ مین اس سے بری ہون اور خدا جانتا ہے کہ مین بے گناہ ہون
تو آپ کو یقین نہ آسے گا۔ اور اگر مین ناکردہ گناہ کا اعتراف کرون تو آپ جھٹ مان لینگے
واللہ مین اپنے اور آپ کے واسطے اس سے بہتر مثال نہین پاتی جیسا کہ یوسف
علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

خواتین احضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مجھے کیا گمان تھا کہ اللہ تعالی میرے
حق مین قرآن نازل فرمائیگا اور وہ قیامت تک مساجد مین تلاوت کیا جائیگا مین
اللہ تعالی کی عظمت اور کبریائی کو دیکھتی تھی۔ پھر اپنی بیچارگی وحقارت پر نظر کرتی تھی
اور امیدوار تھی کہ اللہ تعالی اپنی عنایت سے کوئی خواب ہی ایسا دکھلا دے
جس سے میری طہارت وعفت کا حال معلوم ہو جاے مین قسم کھاتی ہون کہ
آنحضرت صلے علیہ وسلم ابھی اُٹھے بھی نہ تھے اور کوئی شخص باہر نہ گیا تھا
کہ آثار وحی ظاہر ہوے میری مان نے ایک تکیہ سرہانے رکھدیا اور چادر اوپر
ڈالدی وحی نازل ہونے کے بعد چادر ہٹائی پسینہ چمکدار موتیون کی دانہ کی
طرح پیشانی مبارک سے ٹپک رہا تھا ہنسے اور فرمایا کہ عائشہ تم کو بشارت ہو
کہ اللہ تعالی تمہاری برأت فرماتا ہے اور طہارت پر گواہی دیتا ہے۔ میری
مان نے کہا عائشہ اوٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو مین نے
کہا نہین، خدا کی قسم اس معاملہ مین، مین بجز اللہ کے اور کسی کی منت نہ کرونگی

جس نے میری برات مین آیت نازل فرمائی۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی تعریف و توصیف اس بارہ مین نہ کرون گی۔

خواتین! اس وقت مین اُن آیات کی ہی تلاوت کرتی ہون جو حضرت عائشہؓ کی برات کے لئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہین۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

(ترجمہ) جو لوگ لائے ہین یہ بہتان تمہین مین کے ایک گروہ ہین۔ تم اس کو اپنے حق مین برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق مین بہتر ہے اور ہر آدمی ان مین سے اپنے گناہ کو جتنا کمایا ہے پہونچتا ہے۔ اور جس نے اس بوجہ کو اوٹھایا ہے اوسکے لئے بڑا عذاب ہے (مسلمانو) جب تم نے ایسی بات سنی تھی۔ ایمان والے مردون اور ایمان والی عورتون نے اپنے مسلمان بہائیون کے حق مین نیک گمان کیون نہ کیا۔ اور سننے کے ساتھہ ہی کیون نہ بول اوٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے جن لوگون نے یہ طوفان اوٹھایا ہے اپنے بیان کے ثبوت پر چار گواہ کیون نہ لائے۔ پھر جب وہ گواہ نہ لاسکے تو خدا کے نزدیک بس یہی جھوٹے ہین۔ اور اگر تم پر دنیا و آخرت مین خدا کا فضل اور اوس کا کرم نہ ہوتا تو جیسا تم نے اس بے ہودہ بات کا چرچا کیا تہا اس مین تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی تم لگے اپنی زبانون سے اوس کی نقل در نقل کرنے اور اپنے منہ سے ایسی بات بکنے جس کی تم کو مطلق خبر نہین اور تم نے اوس کو ایک ہلکی بات سمجھا حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بڑی سخت بات ہے اور جب تم نے ایسی بے ہودہ بات سنی تہی سنتے ہی کیون نہ بول اوٹھے کہ ہم کو ایسی بات منہ سے نکالنی زیبا نہین حاشا و کلا یہ تو بڑا بھاری بہتان ہو مسلمانو

خدا تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا اور اللہ اپنے
احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ سب کے حال سے واقف اور
حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بری بات پھیلے اُن کے لئے
دنیا میں عذاب دردناک ہے اور آخرت میں بھی اور ایسے لوگوں کو اللہ ہی جانتا ہے
اور تم نہیں جانتے۔ اور مسلمانو اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل و کرم ہے۔ اور
نیز یہ کہ اللہ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔ تو تم میں فساد عظیم برپا ہوگیا تھا۔

خواتین! یہ واقعہ افک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ افک کے
معنے ہیں بہتان کے چونکہ حضرت عائشہؓ پر جھوٹا بہتان لگایا گیا تھا اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے
حضرت عائشہؓ کی برأت فرمائی اگر ذرا غور کرو تو ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے
کہ واقعی اور حقیقی بات کا تو اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہی ہے لیکن وہ لوگ جو کسی پر تہمت
لگاتے ہوئے ڈرتے ہیں نہ کسی کے عیب کو (چاہے وہ حقیقت میں ہو یا نہ ہو)
ظاہر کرتے ہوئے جھجکتے ہیں اُن کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیسی سزا تجویز فرمائی ہے
یہی لوگ درحقیقت منافق ہیں۔

اس بہتان باندھنے والوں میں ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی
بہن حمنہ بھی شریک تھیں لیکن حضرت زینبؓ کی زبان سے حضرت ام المومنین
عائشہؓ کے خلاف کوئی کلمہ نہیں نکلا بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے
دریافت کیا تو اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ "یا حضرت میں اپنی آنکھ اور کان کو

بہت حفاظت کرتی ہون اور نہین چاہتی کہ بغیر ستے اور دیکھے کسی بات کو کہکر اپنی زبان کو ناپاک کرون۔ خدا کی قسم حضرت عائشہؓ سے سوائے خوبی کے اور مین نے کچہہ نہین دیکہا۔ وہ نہایت صاحب عصمت ہین "

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گو آپ کے اور حضرت عائشہؓ کی درمیان جو علاقہ تہا وہ فطرتًا ایسا تہا کہ اگر آپ اس وقت اُن کی برائی کرتین تو کچہہ تعجب کی بات نہ تہی لیکن آپ نے انصاف کو ہاتہہ سے نہ جانے دیا اور جو کچہہ حال تہا سچ سچ بیان فرما دیا

صلح حدیبیہ — اس کے بعد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ نیت عمرہ مکہ کو روانہ ہوے۔ مہاجرین اور انصار آپکے ساتہہ تہے آپکا ارادہ اہل مکہ سے لڑنیکا نہ تہا اسی وجہ سے آپنے قربانی کے جانورون کو آگے روانہ کر دیا اور احرام باندہ لیا لیکن قریش مکہ آپ کے عمرہ کرنے سے مانع آئے۔ اور لڑنے پر تیار ہوگئے۔ جب آپ کو اطلاع ہوئی تو حدیبیہ[1] مین ٹہیر گئے اور حضرت عثمان ذی النورینؓ کو سفیر مقرر فرما کر فہمائش کے لئے بہیجا اُن کے آنے مین دیر ہوئی اور آپ کو خبر ملی کہ کفار مکہ نے اُنہین شہید کر ڈالا آپ اُٹہے اور فرمایا کہ اب مجہپر جنگ واجب ہوگئی

[1] حدیبیہ ایک موضع کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے۔ اس موضع مین ایک کنوان تہا جس کا پانی ہمیشہ خشک رہتا تہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اُس کنوئین مین کلی کرکے دعا کی اُسوقت خوب پانی سے بہر گیا اور ہمیشہ پانی رہنے لگا۔

بیعت الرضوان | پہر تمام مسلمانون کو ایک درخت[1] کے نیچے جمع کر کے اُن سے عہد لیا
کہ خواہ مرجائین مگر ہرگز لڑائی سے نہ بہاگین گے۔ اس کا نام بیعت الرضوان ہے
خواتین! اسی بیعت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ (ترجمہ) یعنی جو مومن لوگ آپ سے
ایک درخت کے نیچے بیعت کر رہے تہے بیشک اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا
اور جو کچہہ اُن کے دلون مین تہا اللہ تعالیٰ کو سب معلوم تہا۔ اللہ نے اُنپر تسکین
قلب اُتاری اور اُن کو قریب تر ایک فتح نصیب کی اور بہت کچہہ مال غنیمت ملا
جسکو اُن لوگون نے لیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔
اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہی آ گئے۔ بعض تاریخون سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اس بیعت کے وقت سفیر کا کام انجام دے رہے تہے تو
آپ نے فرمایا کہ وہ خدا اور اُس کے رسول کے کام کو گئے ہین اور اس بیعت سے
محروم رہے جاتے ہین۔ اس لئے آپ نے اپنے داہنے ہاتہہ کو اُٹہایا اور فرمایا
کہ یہ عثمان کا ہاتہہ ہے اور بائین ہاتہہ کو اُٹہا کر کہا کہ یہ میرا ہاتہہ ہے۔ اور پہر ہاتہہ
پہر ہاتہہ رکہکر بیعت فرمائی۔

---

[1] یہ درخت ببول یعنی کیکر کا تہا۔

قتادہ کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ کو بڑا شرف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتہہ اون کا ہاتہہ ہے۔

خواتین! اس بیعت مین جو لوگ شریک تہے اون کے لئے بہت فضیلت ہے اور سب سے بڑی فضیلت تو یہی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہین وہ اللہ تعالی سے بیعت کر رہے ہین۔ اللہ کا ہاتہہ اُن کے ہاتہون پر ہے جیسا کہ قرآن پاک مین ہی اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اسکے علاوہ اور بہت سی احادیث ایسی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنت مین داخل ہون گے۔ اُم مبشر سے روایت ہے کہ لیدخلن الجنۃ من بایع تحت الشجرۃ الا اصاحب الجمل الاحمر۔ یعنی وہ لوگ ضرور جنت مین داخل ہونگے جنہونے درخت کے نیچے بیعت کی ہی۔ مگر سرخ[1] اونٹ والا

غرض کہ نامہ وپیام کے بعد صلح ہوگئی۔ قریش نے اس سال آپ کے لوٹ جانے اور پہر آیندہ سال اس شرط پر کہ نہ آپکے صحابہ کے پاس سوائے تلوار کے کوئی دوسرا ہتہیار ہو اور نہ تین دن سے زیادہ قیام فرمائین آنیکے واسطے کہا اور دس سال تک کے لئے اس صلح کی میعاد مقرر کی گئی۔ ایک شرط یہ بہی تہی کہ کفار کا کوئی شخص اگر مسلمانون مین جائے تو وہ واپس کردیا جائے اور مسلمانون مین سے کوئی شخص کفار کے ہاتہہ آجائے تو وہ واپس نہ ہو۔ یہ شرائط اگرچہ اور مسلمانون کو ناگوار معلوم ہوئے اور یہانتک آپس مین تذکرہ ہوا کہ جب ہم حق پر ہین تو ایسی ذلت کے ساتہہ صلح کیونکر قبول کرین۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوگئے۔ کیونکہ آپ کو الہام سے معلوم ہوگیا تہا کہ اس مین مسلمانون ہی کی بہتری ہے

[1] ایک شخص جد بن قیس منافق تہا اوس نے بیعت نہین کی۔

عہد نامہ | چنانچہ حضرت علیؓ کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا گیا۔

سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" تو سہیل منجانب قریش سفارت کا کام کر رہا تھا بولا کہ ہم "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہین جانتے، لکھو باسمک اللہم۔ آپ نے فرمایا لکھو وہ باسمک اللہم پھر فرمایا لکھو ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سہیل بولا اگر ہم آپ کو رسول سمجھتے تو لڑتے ہی کیون؟ اپنا نام اور اپنے باپ کا نام لکھئے۔ آپ نے فرمایا کہ "اچھا الفاظ "رسول اللہ" کو مٹا دو، اور "محمد بن عبد اللہ" لکھو۔ لیکن حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ مین اپنے ہاتھ سے ہرگز ان الفاظ کو نہین مٹا سکتا۔ آپ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و الہ وسلم نے فرمایا کہ "اچھا بتاؤ رسول اللہ کہان لکھا ہے"، حضرت علی نے بتا دیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان الفاظ کو مٹا دیا اور عہد نامہ مکمل کیا گیا۔

عہد نامہ کی تیاری کے بعد آپ نے قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا لیکن جن مسلمانون کو یہ شرائط صلح ناگوار گذرے تھے اُنہون نے توقف کیا، اس سے آپ کچھ متردد ہوے، اس نازک موقع پر حضرت ام سلمہؓ نے رائے دی کہ آپ باہر تشریف لیجائیے اور قربانی فرمایئے، بال منڈوایئے اور لوگ بھی آپ کا اتباع کرینگے

اس رائے پر حضور خوش ہوے اور باہر تشریف لاکر ایسا ہی کیا تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے خوشی سے آپ کا اتباع کیا۔

اس صلح نامہ مین یہ شرط تو ہو ہی گئی تھی کہ قریش کا جو شخص مسلمانون مین آملے وہ واپس کر دیا جاے اور اگر مسلمانون کا قریش مین چلا جاے تو واپس نہ آسکے۔ اسی بنا پر ام کلثوم بنت عقبہ بھی ہجرت کر آئی تھین اُن کے لینے کو عمارہ اور ولید ان کے دونون بھائی آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتون کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُھٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ ط اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ ط لَاھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَاھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ ط وَاٰتُوْھُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْھُنَّ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ

یعنے مسلمانو! جب تمھارے پاس عورتین ہجرت کر کے آیا کرین تو تم اون کے ایمان کی جانچ کر لیا کرو یون تو اون کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے، تاہم جانچ کر لینا ضرور ہے، اگر جانچنے سے تم اون کو سمجھو کہ مسلمان ہین تو انکو کافرون کی طرف واپس کرو نہ تو یہ عورتین کافرون کو حلال ہین اور نہ کافر ان عورتون کو حلال اور جو کچھ کافرون نے ان پر خرچ

کیاہے وہ اون کافرون کو اداکردو۔ اور اس مین بھی تم پر کچھ گناہ نہین کہ اون عورتون کو اون کے مہردیکر تم خود نکاح کرلو اور اون کافرعورتون کو اپنے پاس نہ رکھو جو تمھارے نکاح مین ہون اور جو تم نے اون پر خرچ کیا ہو وہ کافرون سے مانگ لو۔" اس حکم سے آنحضرت صلی اللہ وسلم نے عورتون کو توروک لیا اور مردون کو واپس جانیکا حکم دیدیا۔

اس آیت سے مشرکہ عورتون کا نکاح جو مسلمانون سے ہوا تھا ٹوٹ گیا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ اورام کلثوم بنت عمرو کو طلاق دیدی - قریبہ بنت ابی امیہ نے تو معاویہ بن ابوسفیان سے اور ام کلثوم نے ابوجہم سے شادی کرلی

دعوت اسلام کے خطوط — اس کے بعد آپ نے خطوط لکھوائے اور عرب اور عجم کے بادشاہون کے پاس بغرض تبلیغ اسلام روانہ کئے، قبط کے بادشاہ نے تو خط کی بڑی تعظیم اور تکریم کی اور اچھا جواب دیا لیکن مسلمان نہ ہوا۔

خواتین! ہرقل روم کے بادشاہ کے پاس جناب سرور کائنات فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط بھیجا تھا اوس کا ترجمہ سناتی ہون حصول برکت کے لئے بھی اور نیز اس لئے کہ ممکن ہے کہ آپ کو ان خطون کے سننے سے آپ کی دعوت اسلام فرمانے کے وہ طریقے جو آپ عمل مین لاتے تھے معلوم ہون -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہرقل اعظم روم کے نام - اوس شخص پر

سلام ہو جو سیدہی راہ کی پیروی کرتا ہے -

امابعد ! مین تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہون مسلمان ہو جاؤ تو سلامت رہوگے اللہ تم کو دوہرا اجر دے گا اور اگر تم اعراض کروگے تو تمپر علاوہ اپنے تمام رعایا کا وبال بھی ہوگا - یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِكَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ[1]

خواتین ! دیکھو اس مختصر خط مین کیسی کیسی نصیحتین بہری ہین یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس قدر جلد ترقی کی اور جوق جوق لوگ شامل ہوکر دائرہ اسلام کو وسیع کرتے رہے -

ہرقل کے پاس جب آپ کا خط پہونچا ہے تو اس نے آپ کے

---

[1] اے اہل کتاب تم اس بات پر آجاؤ جو ہم تم دونون مین مشترک ہے یعنی ہم تم سوائے خدا کے نہ کسی کی عبادت کرین نہ کسی کو اس کا شریک مانین سوائے خدا کے ہم مین سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ ٹھرائے پس اگر اس بات سے پھرتے ہین تو ان سے کہدو کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہین

حالات کی تفتیش کرنا چاہی اتفاق سے ابوسفیان اب تک ایمان نہ لائے تھے تجارت کی غرض سے وہان گئے ہوے تھے ہرقل نے اون کو بلاکر سچ سچ حال دریافت کرنا شروع کیا اور یہ جواب دیتے رہے۔

ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو

ہرقل نے پوچھا کہ اس کا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نسب کیسا ہے ابوسفیان نے کہا اچھا ہے پھر اوس نے کہا کہ اس کے خاندان مین کوئی ایسا گذرا ہے جس نے ایسا کہا ہو جیسا یہ کہتا ہے اُنھون نے کہا نہین اس نے پھر پوچھا کہ کیا اوس کے باپ دادا مین کوئی بادشاہ ہوا ہے جواب دیا نہین پھر دریافت کیا کہ اس کے پیرو کس قسم کے لوگ ہین اُنھون نے جواب دیا غریب، کمزور، پھر سوال کیا جو لوگ اوس کے مطیع ہوتے ہین اوسکو دوست رکھتے ہین اور اُس کے ساتھ رہتے ہین یا علیحدہ ہوجاتے ہین جواب دیا کہ آج تک اس کے پیروی کرنے والون مین سے کسی نے علیحدگی نہین اختیار کی پھر اس نے پوچھا کہ تم سے اون سے لڑائی کیسی ہوتی ہے اونھون نے کہا کبھی وہ غالب ہوتے ہین کبھی ہم - پھر پوچھا کہ وہ بدعہدی تو نہین کرتا تو کہا کہ اب تک ایسا ہوا نہین شاید میری مکہ مین غیر موجودگی کے زمانہ مین کچھ ہوا ہو تو معلوم نہین پھر اوس نے کہا کہ وہ تمکو کیا حکم دیتا ہے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور کسی کو اوسکا شریک نہ ٹھیراؤ نماز پڑھو سچائی اور پاکدامنی اور صلہ رحمی کو قائم رکھو۔

خواتین! اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جو شخص آنحضرت کا دشمن ہے اس سے سوال کیا جاتا ہے لیکن وہ آپ کے خلاف کوئی بات اپنے مونھ سے نہین نکال سکتا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی بڑی دلیل ہے۔ چنانچہ ابوسفیان کہتا ہے کہ ہرقل کے سوال بدعہدی کا بین کچھ اور جواب دینے کو تھا لیکن نہین کے سوا میری زبان سے کچھ نہ نکلا۔ اس گفتگو سے ہرقل نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ جتنی صفات ہین انبیا کے سوا اور کسی مین نہین ہوتین اور یہی وجہ ہے اوس کے ساتھ جو لوگ شامل ہوجاتے ہین وہ اس سے جدا نہین ہوتے کیونکہ جس قلب مین ایمان داخل ہوجاتا ہے اور اوس کی حلاوت سے متاثر ہوجاتا ہے وہ کسی طرح نہین نکل سکتا بے شک وہ ایک نہ ایک دن سلطنت پر قابض ہوجاے گا ان سب باتون کو سوچ کر اس نے باور کرلیا کہ واقعی آپ نبی ہین۔ اور کہا کہ اگر ممکن ہوتا تو مین اس کے پاؤن دہوکر پیتا۔ لیکن عام رعایا کے ڈر سے وہ اسلام نہ لایا۔

آپ نے والی دمشق کو بھی خط لکھا لیکن وہ خط کو پڑھ کر جھلا گیا اور کہنے لگا میرا ملک کون چھین سکتا ہے اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو فرمایا کہ اس کا ملک تباہ ہوجاے گا۔

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو بھی آپ نے خط بھیجا تھا اس نے بھی

خط کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اپنے لڑکے کو اسلام قبول کرنے کے لئے بھیجا اور خط مین یہ بھی لکھا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی حاضر ہون مگر وہ حاضر دربار نبوت تو ہو نہ سکا البتہ اوس نے اسلام نہایت رغبت و خوشی سے قبول کیا۔

فارس کے بادشاہ کسریٰ کے پاس آپ کا خط پہونچا تو اوس نے پھاڑ ڈالا آپ نے اوس کی ہلاکت کے لئے دعا کی چنانچہ اوسکو شیرویہ نے قتل کر ڈالا جب آپ کی پیشین گوئی کا حال اوس کے لڑکے کو معلوم ہوا تو وہ اسلام لے آیا۔

غزوہ خیبر اسکے بعد اون یہودیون نے جو مدینہ سے اپنی شرارتون اور بدعہدیون کی وجہ سے جلا وطن کر دیے گئے تھے بنی اسد اور بنی غطفان کو اپنا حلیف بنا لیا ان کے پاس بڑے مضبوط مضبوط قلعے تھے اور یہود کو اون پہ بڑا ناز تھا اور جنگ کے لئے بالکل آمادہ تھے اس لئے آپ اس شر کو رفع کرنے کے لئے ان سے لڑنے کے ارادے سے نکلے اور حضرت علیؓ کے ہاتھون فتح پائی۔ اسی غزوہ مین ام المومنین حضرت صفیہ گرفتار ہوئین اور پھر آپ کی زوجیت مین آئین فتح خیبر سے پہلے حضرت صفیہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چودھوین شب کا چاند میری بغل مین ہے صفیہؓ نے اس خواب کو اپنے شوہر سے کہا اوس نے کہا کہ تو

بادشاہ حجاز یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرتی ہے اور ایک طمانچہ
مونھ پر مارا جس سے آنکھون کے قریب ایک نیلا نشان پڑ گیا تھا
جب آنحضرت نے اس نشان کا سبب پوچھا تو انھون نے یہ واقعہ
بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو

زینب بنت حرث نے جو ایک یہودیہ عورت تھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے گوشت بھیجا اور اوس مین زہر ملا دیا آپ کو ایک لقمہ
کھاتے ہی معلوم ہوگیا آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور زینب سے دریافت
کیا اوس نے کہا ہان مین نے امتحان کیا تھا کہ آپ نبی صادق ہین
تو کوئی اثر نہ ہوگا اور اگر جھوٹے ہین تو زہر اثر کرے گا لوگون نے
اس عورت کے قتل کی راے دی لیکن آپ نے معاف فرمادیا۔
روایت ہے کہ پھر وہ عورت اسلام لے آئی۔

غزوہ فدک

پھر ایک مختصر غزوہ فدک ہوا جس مین مسلمانون نے فتح پائی

عمرہ

پھر آپ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے مخالفین نے
اب بھی روکنا چاہا مگر معاہدہ کی وجہہ سے نہ روک سکے آپ نے
تین روز تک مکہ مین قیام فرما کر طواف کیا۔ اسی زمانہ مین میمونہ
بنت الحرث آپ کے شرف زوجیت سے مشرف ہوئین۔

غزوہ موتہ

اس کے بعد ایک غزوہ اور ہوا اور اس کا سبب

یہ ہوا کہ آپ نے ہرقل بادشاہ کے نام ایک خط حارث بن عمیر ازدی کو
لے کر بھیجا تھا جب یہ موتہ میں پہونچے تو شرجیل بن عمر غسانی نے مارڈالا
آپ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسلام کے امرا کو مع لشکر شام کو روانہ فرمایا
موتہ مین لڑائی ہوئی زید بن حارثہ عبداللہ بن رواحہ اس لڑائی مین جام
شہادت نوش فرمایا جعفر بن ابی طالب کے دونون بازو کٹ گئے۔ اور
شہید ہوئے، حضرت جعفر کی بیوی حضرت اسمار کہتی ہین کہ اوسوقت مین
اپنے کام دھندے سے فارغ ہوچکی تھی اور جعفر کے بچون کو نہلا دھلا کے
تیل لگا رہی تھی کہ آپ تشریف لائے اور ان کو گود مین لے لیا آپ کے
آنکھون مین آنسو بھر آئے، مین نے پوچھا یارسول اللہ کیا جعفر کی کوئی
اطلاع آپ کو ملی ہے آپ نے فرمایا ہان وہ آج شہید ہوئے۔ پھر آپ
اپنے گھر واپس گئے اور حکم دیا کہ جعفر کے بچون کے لئے کھانا پکاؤ۔

خواتین! غمی کے کھانے کی ابتدا اسی دن سے ہوئی ہے
اور اب تک مسلمانون مین یہ رواج ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے
تو اوس کے عزیز اسکے گھر والون کے لئے کھانا پکوا کر لے جاتے ہین

فتح مکہ اس کے بعد بنو بکر اور بنو خزاعہ سے جنگ ہوئی
جو ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کر چکے تھے
اور ایک قریش کے حلیف تھے اس جنگ کی وجہ سے جو معاہدہ

قریش سے ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا۔ ابوسفیان معاہدہ کی میعاد بڑہانے کی غرض سے مدینہ آیا سب سے پہلے ام المومنین ام حبیبہ کے یہان جو اس کی لڑکی تھین گیا، اونہون نے اس کو دیکھکر وہ فرش لپیٹ دیا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بچھایا کرتے تھے۔ اس نے اسکی وجہہ پوچھی حضرت اُم حبیبہ رضی نے جواب دیا کہ جو شخص شرک کی نجاست سے آلودہ ہو وہ اس پہ بیٹھنے کا مستحق نہین ہے۔ ابوسفیان وہان سے چلا گیا اور حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت علی رض وغیرہ سے ملا لیکن اپنے موافق جواب نہ پاکر حضرت علی کی رای سے مسجد کے سامنے یہ صدا لگا کر چلا گیا کہ مین زمانہ صلح کی مدت بڑہانے اور از سر نو عہد و اقرار کو مضبوط کرتے آیا ہون اسکے بعد ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سامان وغیرہ درست فرماکر چلنے کا حکم دیدیا اور مکہ معظمہ کی طرف جانے کا راستہ روک دیا گیا تاکہ قریش کو خبر نہ ہو اسی درمیان مین حضرت حاطب صحابی نے مزینہ کی لونڈی کو یا سارہ کو بطور مخفی ایک خط دیکر مکہ بھیجا اس خط مین قریش کو ارادہ جنگ سے اطلاع دی تھی مگر آنحضرت کو وحی کے ذریعہ سے اطلاع ہوگئی آپ نے اوسکو گرفتار کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت علی رض اور مقداد دونون اوس کی گرفتاری کو روانہ ہوے اور پکڑلیا اوس عورت نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہین ہے انہون نے اوس کے سامان کی تلاشی لی

خط نہ نکلا تو حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ کا فرمانا غلط نہیں ہو سکتا
خط ضرور ہے اوس کو نکالو ورنہ تم کو ننگا کرکے تلاشی لونگا۔ جب اوس نے یہ
دیکھا تو اوس نے اوس خط کو جو اپنے سر میں رکھ لیا تھا اور اوپر سے بالوں میں
کنگھی کرلی تھی سر میں سے نکال کر حضرت علیؓ کو دیدیا۔ آنحضرت نے اوس
خط کو پڑھوایا تو حضرت عمرؓ کو حضرت حاطب پر غصہ آیا اور بے ساختہ کھڑے
ہو کر آنحضرت سے عرض کیا کہ مجھ کو حکم ہو تو ابھی اس منافق کی گردن
اڑا دوں۔ آنحضرت نے فرمایا صبر کرو۔ حاطب جنگ بدر میں شریک تھے
پھر حاطب سے پوچھا اونھوں نے عرض کیا کہ بے شک یہ خط میں نے
یہ خیال کرکے لکھا ہے کہ آپ تو رسول برحق ہیں اللہ تعالی نے آپ سے
فتح مکہ کا وعدہ کیا ہے لیکن مجھے اندیشہ تھا کہ قبل فتح کفار مکہ میرے
بال بچوں کو جو ابھی تک مکہ میں ہیں قتل کر ڈالیں گے اس لئے میں نے
اون پر یہ ایک احسان رکھنے کی بات خیال کرکے لکھدیا تھا
میں توبہ کرتا ہوں میری خطا معاف کی جاوے۔ چنانچہ حضرت حاطب نے
نہایت التجا اور الحاح و آہ و زاری کے ساتھ توبہ کی آنحضرت نے
اون کی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی۔

آپ دس ہزار فوج لے کر مکہ تشریف لے چلے راستہ میں
حضرت عباس رضہ سے ملاقات ہوگئی وہ ہجرت کرکے مدینہ

آرہے تھے آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ جس طرح میری نبوت آخری نبوت ہے
اسی طرح آپ کی ہجرت آخری ہجرت ہے" وہ بھی بہین سے آپ کے ساتھ
شامل ہو گئے ام المومنین ام سلمہ کے بھائی نے بھی مکہ سے ہجرت کر لی تھی
لیکن اب تک کافر تھے اس وجہ سے اون کو حاضری کی اجازت نہین ملی تھی
حضرت ام سلمہ کی سفارش سے آپ نے منظور فرما لیا وہ بھی آتے ہی مسلمان
ہو گئے حضرت عباس رض جو ابوسفیان کے دوست بھی تھے آگے آگے جا رہے تھے
ادہر سے ابوسفیان اور قریش کے اور لوگ آرہے تھے حضرت عباس نے
اون کو بلا کر سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جرار لشکر کے ساتھ
آرہے ہین - اگر رسول خدا نے فتح پائی تو باوجود آپ کے حلم وکرم اور عفو کے
تیری گردن ماری جائے گی اس نے چارہ کار پوچھا حضرت عباس نے کہا
کہ میرے پیچھے اونٹ پر سوار ہو جاؤ - اس سے ڈر کر وہ آپ کے پاس آگیا
حضرت عباس اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے حضرت
عمر رض نے فرمایا او دشمن خدا آج مین نے تجھ پر بلا کسی عہد وپیمان کے
قابو پایا ہے اور تلوار کھینچ کر آنحضرت سے اجازت مانگی لیکن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر کی مہلت دیدی اور دوسرے روز
اسے بلا کر دعوت اسلام دی اوس نے کہا میرے مان باپ آپ پر فدا ہون
آپ نہایت حلیم وکریم ہین اور باوجود میرے اسقدر مظالم اور بے ادبیون کے بھی

آپ نے ایسی مہربانی فرمائی مجھے یقین ہوگیا کہ بے شک اگر اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو وہ میری مدد کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مجھے رسول اللہ جانے۔ اس میں اس نے کچھ پس وپیش کیا اتنے میں حضرت عمرؓ آتے ہوئے دکھائی دیئے حضرت عباس نے اوسکو ڈانٹا اور فرمایا کہ اپنے قتل ہونے سے پہلے تو اسلام لا۔ وہ حضرت عباس کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عباس نے کہا وہ عمر آرہے ہین اتنا سننا تھا کہ بے ساختہ کہہ اُٹھا۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ شخص چونکہ جاہ وشرف کو عزیز رکھتا ہے اسلئے اس کا مرتبہ بھی مخصوص فرما دیجئے تاکہ قریش مین سرافراز ہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص خانہ کعبہ مین چلا جاسے یا اپنے مکان کا دروازہ بند کرے یا ابوسفیان کے گھر مین چلا جاسے یا ہتھیار ڈالدے اوسکے لئے امن ہے۔

پھر آنحضرت نے اوس کو ایسے مقام پر بٹھلا دیا جہان سے وہ آپکی تمام فوج اور اوس کے عظمت وجلال کو دیکھ سکے جب اس نے دیکھا تو حضرت عباس سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین آپ نے بتلایا کہ یہ انصار اور مہاجر ہین ابوسفیان نے کہا کہ آپ کا بھتیجا تو بڑا بادشاہ ہوگیا۔ اُنہون نے کہا یہ رسالت ونبوت ہے سلطنت ومملکت نہین ہے۔

قریش کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی جب ابوسفیان کو دیکھا تو اس کے استقبال کو آئے اور کہنے لگے تمھارے پیچھے کون ہے اور یہ غبار کیسا اُڑ رہا ہے اوس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے کوئی شخص اوس کے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتا۔ اور جو شخص میرے گھر مین آجاے گا وہ امن مین رہیگا۔ اور جو خانہ کعبہ مین چلا جاے گا وہ اور جو اپنے دروازے کے کواڑ بند کر لیگا وہ بھی امن مین رہیگا تو وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا خبر لاے۔ ہندہ انکی بیوی بھی ان کے استقبال کو آئی تھین۔ جب اپنے خاوند سے ایسی باتین سنین تو ان سے ضبط نہ ہوسکا۔ اپنے شوہر کی ڈاڑھی پکڑ کر کہنے لگین یا آل غالب اسکو مارو تاکہ ایسا کلمہ نہ کہے۔ ابوسفیان نے کہا چاہے جسقدر میری ذلت کرو مگر مین قسم کھاتا ہون کہ اگر مسلمان نہ ہوگی تو گردن ماری جاے گی۔ گھر مین گھس آؤ۔ اور کواڑ بند کر لو۔ اور اس سے زیادہ مونھ سے کوئی بات نہ نکالو۔

لشکر اسلام کا جھنڈا سعد بن عبادہ کے ہاتھ مین تھا جوش مین ان کے مونھ سے نکل گیا کہ آج کعبہ کو حرم نہ رکھون گا، مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی شخص خانہ کعبہ مین بھی آجاے تو اسی قتل کر ڈالون گا۔ آپ نے حضرت علی کو جھنڈا لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص مقابلہ نہ کرے تو اس سے نہ لڑنا۔ پھر لوگون کو بالائی اور نشیبی مکہ سے داخل

ہونے کا حکم دیا۔ خود ذی طویٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے۔ نشیبی
مکہ کی طرف سے خالد بن ولید گئے تھے ان سے عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ
سے مختصر سی لڑائی ہوئی کفار کے تیرہ آدمی مارے گئے۔ مسلمانوں کے
۳ آدمی شہید ہوئے۔ باقی کو آپ نے امن دیدی۔ ابن اخطل کی دو لونڈیاں
قریبہ اور قریبہ جو آپ کی ہجو کیا کرتی تھیں گرفتار ہوئیں۔ قریبہ تو ماری گئی۔
قریبہ نے امن کی خواہش کی اوس کو امان دیدی گئی۔ پھر وہ صدق دل سے
ایمان لے آئی۔ بنو عبدالمطلب کی ایک خادمہ نے بھی امن مانگی اس کو بھی
امان دیدی۔ دو تین آدمی حضرت علی کی بہن ام ہانی کے گھر میں گھس گئے
ام ہانی نے اون کو امان دیدی اس لئے آپ نے بھی مامون فرما دیا جب
مکہ فتح ہوا اور آپ داخل ہوئے تو عورتیں راستہ میں بال کھول کھول کر کھڑی
ہوگئیں اور اپنی چادریں گھوڑوں کے منہ پہ مارنے لگیں تاکہ وہ بھڑک اٹھیں
لیکن آپ صرف تبسم فرماتے رہے۔ غرض جب آپ مکہ میں داخل ہوئے
کعبہ کا طواف فرمایا اوسکے اندر اور باہر جسقدر بت تھے سب کو توڑ کر گرا دینے اور دفن
کر دینے کا حکم دیا اور فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا
آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلتے تھے اور بت اوندھے ہو ہو کر گرتے
جاتے تھے۔ نماز کے وقت حضرت بلال نے اذان دی اور بے خطر نماز
ادا کی گئی پھر آپ نے خطبہ فرمایا جس کا ترجمہ میں تم کو سناتی ہوں :۔

خطبہ | اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے وہ اکیلا ہے اوسکا
کوئی شریک نہین ہے اوس نے اپنے بندہ کی مدد کی اپنے وعدہ کو
پورا فرمایا اور گروہ مخالفین کو تنہا شکست دی، خبردار ہو جاؤ
کہ بے شک جو عادتین یا خون یا مال جس کا جاہلیت مین دعوے
کیا جاتا تھا وہ میرے ان دونون قدمون کے نیچے ہے
یعنی جتنی رسمین اور عادتین جاتی یا مالی معاملات
جاہلیت مین تھے سب کو مین نے پاؤن سے کچل دیا) مگر
مجاورت کعبہ اور حاجیون کو آب زمزم پلانے کا انتظام باقی رکھا
جاے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ قتل خطا مثل قتل عمد کے ہے
وہ قتل چاہے کوڑون سے ہو یا لٹھ سے ہو ان دونون مین
دیت (خونبہا) مغلظہ دی جاے گی۔ وہ خونبہا سو اونٹون
کا ہے ان مین سے چالیس ایسے ہون گے جن کے پیٹ مین
بچے ہون۔ اے گروہ قریش بے شک اللہ نے تم سے
جاہلیت کا تکبر اور آباء پر فخر کرنا منع فرما دیا۔ کل آدمی آدم
سے ہین اور آدم مٹی سے ہین (یعنی سب ایک سے ہین)
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے لوگو! بے شک ہم نے
تم کو پیدا کیا ہے نر و مادہ سے اور بنایا ہم نے شاخین اور

قبائل تاکہ تم پہچانے جاؤ آپس مین ۔ بے شک اللہ کے نزدیک
بزرگ وہ ہے جو تم مین اللہ سے ڈرنے والا زیادہ ہو بے شک
اللہ دانا و خبیر ہے ۔ اے گروہ قریش کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم تمہارے
ساتھ کیا کرنے والے ہین ۔ قریش نے کہا بھلائی ۔ خود بزرگ ہو
بزرگ زادہ ہو ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا بے شک
مین وہی کہتا ہون جو یوسف نے اپنے بھائیون سے کہا تھا کہ تم پر
کوئی برائی نہین ہے جاؤ آج تم سب آزاد ہو ۔

خواتین ! اس خطبہ سے آپ کے اعلیٰ اخلاق کا بہت اچھا اندازہ
ہو جاتا ہے اور اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جن لوگون نے آپ کو طرح طرح
کی ایذائین دین ، بے گناہ مسلمانون کو قتل کیا اور اون کو ہر طرح تکلیف
پہونچانے کے درپے رہے آپ نے کس طرح اون کو معاف فرما دیا ۔ حالانکہ
اس وقت وہ سب آپ کے قابو مین تھے جس طرح چاہتے بدلہ لیتے جو چاہتے
سزا دیتے ۔ لیکن آپ نے بجز اس کے کہ ان کی مغفرت کی خواہش فرمائین
اور کچھ نہین کیا ۔ اس کے بعد آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے وہان دو دن کو
آپ نے بیعت فرمائی اور عورتون کو بیعت کرنے کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو حکم دیا ۔ اور آپ سب کے لئے استغفار فرماتے رہے ۔

بیعت کی تشریح | خواتین ! بیعت کے معنے معاہدہ کے ہین اور یہ معاہدے

اس غرض سے کئے جاتے ہین کہ لوگ اوس کے خلاف کام نہ کرین۔
اسی وجہ سے آپ نے عورتون سے بھی بیعت لی کہ وہ ان باتون سے
جن کے کرنے کی اللہ تعالی نے ممانعت فرمائی ہے باز رہین۔اوران
باتون پر عمل کرین جن کے لئے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالے
فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا
یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ
اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ
اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ
فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
یعنے اے پیغمبر جب مسلمان عورتین آپ کے پاس آئین کہ آپ سے
ان باتون پر بیعت کرین کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگی
اور نہ چوری کرینگی اور نہ بدکاری کرینگی اور نہ اپنے بچون کو قتل کرین گی اور نہ
کوئی بہتان لاوین گی جس کو اپنے ہاتھ اور اپنے پاؤن کے درمیان یعنی
اپنے سامنے دیدہ و دانستہ بنالیوین اور بھلی باتون مین وہ آپ کے
خلاف نہ کرین گی تو آپ اون کو بیعت کرلیا کیجئے اوران کے لئے اللہ
سے مغفرت کیا کیجئے۔ بیشک اللہ غفور و رحیم ہے۔
خواتین! اس آیت مین اللہ پاک نے اچھی طرح بتادیا ہے

کہ تم کو یہ یہ کام کرنا چاہیئے اور یہ یہ نہ کرنا چاہیئے۔ ایک رسم یہ بھی تھی کہ لڑکی پیدا ہوتی تو اسکو زندہ دفن کر دیا کرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ لڑکی پیدا ہوتی تو عورتیں اس کی جگہ پر لڑکا لاکر رکھ لیتیں اور اپنے شوہروں سے کہتیں کہ لڑکا پیدا ہوا ہے اس لئے اس بیعت میں ان باتوں کی سخت ممانعت کر دی گئی اور لڑکی کے بجائے لڑکا لاکر رکھ دینے کو ہاتھ پاؤں کے درمیان کا طوفان بنانا کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی ماں کے ہاتھ پاؤں کے سامنے پڑا ہوتا ہے اس لئے وضاحت کے ساتھ اللہ تعالی نے اسکو بھی سمجھا دیا کہ ایسا نہ کرنا پھر ایک ایک کرکے تمام باتیں بتا دی گئیں کہ چوری نہ کرنا، بدکاری نہ کرنا، اسی طرح وہ تمام باتیں بھی نہ کرنا جو اللہ تعالی کے حکم کے خلاف ہیں اور جن کا حکم دیا ہے اون کی پابند رہنا گویا اللہ تعالی کے جس قدر احکام ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ وغیرہ ان کی پابندی کرنا اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا بھی اس حکم میں داخل ہے، پھر حکم دیا کہ جب وہ ان تمام باتوں میں پکی ہو جائیں تو آپ ان سے بیعت لے لیجئے اور جو عورتیں بیعت کر چکی ہیں اون کے لئے استغفار فرمایئے۔ گویا جس قدر گناہ سرزد ہوئے ہیں ان کے لئے بخشش کی دعا فرمایئے وہ بڑا غفور (بخشنے والا) اور رحیم (رحم کرنے والا) وہ معاف کر دیگا۔

اس بیعت میں قریش کی بھی بہت سی عورتیں آئیں ان میں ابوسفیان کی

بیوی ہندہ بنت عتبہ بھی تھین ۔جنہون نے حضرت حمزہ کو مثلہ کیا تھا اور اون کا
جگر چاب گئی تھین ۔ ان کے منہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی ۔جس وقت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بیعت فرمارہے تھے یہ ہر ایک بات کا جواب نہایت دلیری
سے دے رہی تھین ، جب بیعت کر چکین تو بتایا کہ مین ہندہ بنت عتبہ ہون
آپ نے فرمایا " مرحبا " تو یہ کہنے لگین " یا رسول اللہ مین سچ سچ عرض کرتی ہون
کہ پہلے آپ کے خیمے کے سوا کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جس کی ذلت و رسوائی
کی مین دل سے خواستگار رہوتی مگر آج سب سے زیادہ محبوب جناب کا خیمہ ہے"
آنحضرت نے فرمایا " ابھی تو اس مین اور ترقی ہوگی "

تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ ہندہ بنت عتبہ جس وقت بیعت کر کے
واپس گئی ہین تو اون کے مکان مین جس قدر بت تھے سب توڑ ڈالے
اور گھر سے باہر پھینکدیے اور کہا اسے بتو تم نے مجھے بڑا دھوکا دیا
اور مین نے تم سے بڑا فریب کھایا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو بچے بھیڑ کے ہدیہ مین
بھیجے اور عذر کیا کہ میری بکریان بچے کم دیتی ہین ، رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے برکت کے لئے دعا فرمائی ۔

خواتین ! دیکھو اسلام مین اخوت اور مساوات ایسی پیدا ہوتی ہے
کہ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ (آنحضرت کے چچا) کے ساتھ

جو کچھ کیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کس قدر رنج دہ تھا
مگر اسلام کے آنے پر آپ نے وہ رنج والم بالکل بھلا دیا اس سے
زیادہ سچائی اور صداقت کی دلیل اور کیا ہوگی اسی سے حق تعالےٰ
نے ہم کو یہ دعا تعلیم کی ہے کہ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یعنی مسلمانو یہ دعا کرو کہ ہمارے دلوں میں مومنین کی طرف سے کوئی
کینہ کبھی نہ پیدا ہو +

(۴)

از غزوہ حنین تا وفات

قبیلۂ ہوازن کی جنگی تیاری، مسلمانون کی تیاری جنگ، درخت ذات الانواط، کفار کا حملہ اسلامی فوج پر، اسلامی فتح، طائف کا محاصرہ، اہل و عیال کی واپسی، آنحضرت صلعم کا اپنی رضاعی بہن کی عزت افزائی فرمانا، تقسیم غنیمت کے لئے مسلمانون کا اضطراب، بعض نوجوان انصار کی بدظنی، آنحضرت صلعم کی تقریر، آنحضرت صلعم کی دلیری و استقلال، غزوہ تبوک، مسلمانون کے دل مین آنحضرت صلعم کی محبت، قوم ثمود کے مسکن سے گذرنا، تبوک مین صلح اور شاہ دومہ کی گرفتاری، حج فرض ہونا اور ابوبکر کا مکہ جانا، حضرت ابوبکر کی تبلیغ احکام، وصول زکوٰۃ اور سرکشون کی سرکوبی کا انتظام، بنت حاتم کی استدعا اور آزادی، عدی بن حاتم کا اسلام، عدی کا آنحضرت کے اخلاق سے متاثر ہونا، واقعہ ایلا، اس خبر کی اشاعت اور عام اثر، آنحضرت صلعم کا حضرت عائشہؓ سے ارشاد، حضرت عائشہؓ کا جواب، اشاعت اسلام کے لئے سرایا کی روانگی، حجۃ الوداع قیام عرفات مین حضرت کا خطبہ، مسیلمہ کذاب کا دعوائے نبوت، مسیلمہ کا خط، آنحضرت صلعم کا

جواب، اسود عنسی کا دعوائے نبوت، آنحضرت صلعم کی بیماری، آخری خطبہ، مہاجرین کو نصیحت، اداے حق، حضرت ابوبکر کا خطبہ، تجہیز وتکفین، اخلاق وعادات

خواتین!

فتح مکہ تک کے حالات تو تم سن چکی ہو آج کی تقریر مین وفات تک کے حالات ہین۔

قبیلہ ہوازن کی جنگی تیاری

فتح مکہ کے بعد بہت سے عرب مسلمان ہو گئے تھے اور انہون نے خدا پرستی اختیار کر لی تھی لیکن ہوازن جو عرب کا مشہور اور معزز قبیلہ تھا ابھی تک اسلام کو دشمنی کی نظر سے دیکھتا تھا جب آپ مدینہ سے مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لے چلے تو اس قبیلہ کے لوگون نے خیال کیا کہ ہم پر حملہ کیا جائے گا اس لیے انہون نے کہا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیئے جس سے مسلمانون کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے بلکہ ہم لوگ خود حملہ کر دین اس تجویز کے مطابق اپنے قبیلہ مین سے ایک شخص کو جس کا نام مالک بن عوف تھا سردار مقرر کیا اور اس کی سرکردگی مین مسلمانون پر حملہ کرنے کے لئے نکلے۔

مسلمانون کی تیاری جنگ

جب وادی اوطاس مین پہونچے اور جاسوسون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ بھی بارہ ہزار فوج لے کر ان پر حملہ کرنے کے لئے تشریف لے چلے اس مرتبہ آپ کے ساتھ اس قدر فوج تھی کہ آپ کے ہمراہیون کے دل مین اپنی کثرت پر کچھ غرور پیدا ہو گیا اور بعض لوگون کی

زبان سے کچھ تعلی آمیز کلمات بھی نکلے اس کی اطلاع آپ کو ہوئی تو آپ ناراض ہوئے اسی کا تذکرہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝

"یعنی اللہ بہت جگہوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے خصوصاً حنین کے دن جب کہ تمہاری کثرت نے تمہیں خود پسندی میں ڈال دیا تھا تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور اتنی بڑی زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے"

درخت ذات الانواط حضرت لیثی سے روایت ہے کہ میں بھی اس غزوہ میں تھا راستہ میں ایک بڑا سرسبز و شاداب درخت ملا جسے ذات الانواط کہتے تھے جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگ اس کے نیچے جمع ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اس میں لٹکا دیتے قربانیاں کرتے اور ایک رات وہیں رہتے تھے جب لشکر اس درخت کے قریب پہونچا تو ہم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی درخت مقرر کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے وہی بات کہی جو موسیٰ علیہ السلام کی امت نے ان سے کہی تھی کہ اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ "یعنی ہمارے لئے بھی ایسے معبود بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے لئے ہیں" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اے لوگو تم بڑے نادان ہو۔ جب ہم لوگوں نے آنحضرت کا یہ ارشاد سنا تو بہت شرمندہ ہوئے۔

کفار کا حملہ اسلامی فوج پر | غرض جب آپ نے وادی حنین کے تنگ راستوں سے گذرنے کا ارادہ کیا تو کفار نے جو وہیں چھپے ہوئے تھے یکبارگی حملہ کر دیا اس سے تمام مسلمان آدمی تتر بتر ہو گئے صرف آپ کے پاس چند آدمی حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ عنہم اور کچھ صحابی باقی رہ گئے کفار نے یہ حالت دیکھی تو آنحضرت پر حملہ کرنے کے لئے دوڑے لیکن آنحضرت کو تو اللہ پر کامل بھروسہ تھا آپ کے دل میں ذرا بھی ہراس نہ پیدا ہوا۔ آپ اس وقت ایک خچر پر سوار تھے جس کا نام دُلدُل تھا اور حضرت عباسؓ اس کی باگ تھامے ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ پکارو یا معشر الانصار اور یا اصحاب السمرۃ یہ آواز مسلمانوں کے کانوں میں پہونچی تو بے اختیار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور تقریباً سو آدمی آکر جمع ہو گئے تو آپ دشمنوں کی طرف چلے لڑائی بڑی شدت سے ہونے لگی آپ نے بطور رجز[۱] کے چند کلمات فرمائے جس کے معنی یہ ہیں "میں بے شک نبی ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں کہ میں عبد المطلب کا وہ بیٹا ہوں جس کی فتح و نصرت کی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اس وقت تنور جنگ گرم ہو گیا ہے"

دشمن نے بھی اپنی تمام قوت سے مقابلہ کیا۔

اسلامی فتح | لیکن مسلمانوں کے لشکر نے جب اللہ اکبر کہکر حملہ کیا تو کفار بھاگ

---

[۱] رجز اوس کو کہتے ہیں جو مقابلہ کے وقت اپنی بڑائی اور ہمت بڑہانے کی اشعار پڑھا کرتے ہیں

کھڑے ہوے مسلمانون نے عورتون اور بچون کو قید اور مال و اسباب پر قبضہ کرلیا اس جنگ مین چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ اور بھیڑ بکریان چالیس ہزار سے زیادہ اور چار ہزار اوقیہ چاندی غنیمت مین مسلمانون کے ہاتھ آئی مالک بن عوف اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر طائف بھاگ گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آکر مسلمان ہو جائے تو مین اُس کا تمام مال اہل و عیال اور اونٹ واپس کر دون اور سَو اونٹ اور دون۔

طائف کا محاصرہ جو لوگ بھاگ گئے تھے اون کی سر کوبی کے لئے آپ نے طائف جانے کا قصد کیا ہنوز آپ پہونچنے نہ پائے تھے کہ طائف مین تمام دروازے بند کر دیے گئے بیس پچیس روز تک آنحضرتؐ نے محاصرہ کئے رکھا مگر کامیابی نہ ہوئی آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا سب کی یہ رائے ہوئی کہ محاصرہ اُٹھا دیا جائے اس لئے آپ نے خدا تعالےٰ سے دعا کی کہ ان کو مسلمان و مطیع کر کے میری پاس بھیجدے اور محاصرہ اُٹھا دیا لیکن اسی محاصرہ کی عرصہ مین بہت آدمی آئے اور اسلام لائے۔

تقسیم غنیمت محاصرہ اُٹھانے کے بعد مقام جعرانہ مین تشریف لائے یہان مال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمام چیزین جمع کر دی جائین حتےٰ کہ اس مین سے کوئی سوئی دھاگہ بھی لے گیا ہو تو لے آئے حضرت عقیل نے ایک سوئی لے لی تھی اور وہ اپنی بیوی فاطمہ کو دیدی تھی وہ اُسکو بھی واپس لائے

اہل وعیال کی واپسی

جب آپ جعرانہ پر پہونچے تو ہوازن کے آدمی آئے اور انہون نے اسلام قبول کر کے اپنے بچون اور مال وجائداد کی واپسی کی استدعا کی اور امن چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو مال لے لو یا اہل وعیال دونون کی واپسی نہین ہوسکتی وہ لوگ اپنے اہل وعیال کے لینے پر رضامند ہو گئے تو آپ نے سب کو واپس فرما دیا۔

آنحضرت کا اپنی رضاعی بہن کی عزت افزائی فرمانا

انہین قیدیون مین آنحضرت صلعم کی ایک رضاعی بہن شیما بھی تہین یہ لوگون سے کہتی تہین کہ مین تمہارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن ہون صحابہ نے اس کی یہ بات سچ نہ سمجھی مگر آنحضرت کے پاس لا کر حاضر کر دیا اور یہ واقعہ بیان کر دیا کہ یہ آپ کو اپنا بھائی کہتی ہے آپ نے علامت دریافت فرمائی تو انہون نے جواب دیا کہ ایک روز آپ میرے پاس لیٹے ہوئے تھے آپ کے دانت کا نشان لگ گیا تھا وہ اب تک موجود ہے آنحضرت کو یقین آ گیا آپ نے اُن کی بڑی خاطر اور عزت کی اپنی چادر اُن کے بیٹھنے کے لئے بچھا دی اور اُن سے فرمایا کہ اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو مین تمہاری بہت عزت کرونگا اور اگر واپس جانا چاہو تو واپس بھیجدون انہون نے واپس جانا چاہا تو آپ نے کچھ سامان دیکر واپس فرما دیا۔

تقسیم غنیمت کے لئے مسلمانون کا اضطراب

اب سامان تقسیم کرنے کی نوبت آئی چونکہ مال بہت تھا اسوجہ سے بعض لوگ جو نومسلم تھے بیتاب ہو رہے تھے کہ جلد تقسیم

حتیٰ کہ آپ اپنے اونٹ پر جا رہے تھے لوگ یکبارگی دوڑ پڑے تو آپ کو ایک درخت کی آڑ میں پناہ لینی پڑی لوگوں نے آپ کی چادر کھینچ لی آپ نے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری چادر مجھے دیدو۔ مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ اگر بھیڑ اور اونٹ کی تعداد اس قدر ہو جتنے تہامہ کے جنگل میں درخت ہیں تو بھی میں تمہیں لوگوں کو دیدوں گا۔ تم نے اب تک مجھے بخیل اور جھوٹا نہ پایا ہوگا۔ پھر آپ نے اپنے اونٹ کے کوہان سے بال اُکھاڑ کر فرمایا میں بجز اپنے خمس کے کچھ نہ لوں گا اور پھر وہ بھی تمہیں لوگوں کو دیدوں گا اس سے اُن کی تسکین ہوگئی اور واپس چلے گئے۔ آپ نے مال کو تقسیم فرمایا اور اس میں اُن لوگوں کو زیادہ دیا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے اور ضرورت بھی اس بات کی تھی کہ زیادہ مال دیکر اُن کی حوصلہ افزائی کی جائے

بعض نوجوان انصار کی بدظنی | لیکن بعض نوجوان انصار کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے عزیزوں اور وطن والوں کا ساتھ دیا ہم کو بالکل بھول گئے سعد بن عبادہ نے یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر بیان کیا اور کہا کہ انصار نے اپنی جانوں کو آپ پر فدا کر دیا لیکن جب مال ملا تو آپ نے بڑی بڑی غنیمتیں قبائل عرب میں تقسیم فرمادیں۔ آپ نے فرمایا سعد تم کہاں ہو وہ کہنے لگے میں بھی نہیں میری

قوم بھی یہی کہتی ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنی قوم کو جمع کرو انہون نے سب کو جمع کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ تشریف لے گئے اور پہلے اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا۔

آنحضرت کی تقریر

اے گروہ انصار! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھ سے اس لئے ناراض ہو کہ مین نے مکہ کے سردارون کو غنیمت مین زیادہ حصہ دیدیا ہے اور تمہین اُن کے مقابلہ مین کچھ نہین دیا لیکن یہ تو بتاؤ کہ جب مین تمہارے یہان آیا تو تم گمراہ تھے اللہ تعالےٰ نے تم کو ہدایت فرمائی تم محتاج تھے اللہ تعالےٰ نے تمہین غنی کردیا تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے آپس مین محبت پیدا کردی۔

اتنا فرماکر آپ خاموش ہوگئے اور انصار سے فرمایا "جواب دو" پھر آپ نے فرمایا کہ "جواب دو" انہون نے کہا "یہ سب اللہ اور اوس کے رسول کا فضل ہے" آپ نے فرمایا

خدا کی قسم اگر تم چاہتے تو کہہ سکتے تھے کہ جب سب نے تیری تکذیب کی تھی توہم نے تیری تصدیق کی۔ تو پناہ کی جستجو مین تھا توہم نے تجھے پناہ دی۔ تو بے خانمان تھا ہم نے رشتۂ مواخاۃ (بھائی چارہ) قائم کیا۔ تو مفلس تھا ہم تیرے کفیل ہوئے تو یہ بالکل صحیح تھا۔

اے گروہ انصار! کیا تمہارے خیالات مردار دنیا کی طرف مائل ہوگئے ہین مین نے تو اُن لوگون کی تالیف قلوب کے لئے اُن کے ساتھ احسان

کیاتاکہ وہ اسلام لے آئین مجھے تمہارے اسلام پر توبھروسہ تھا کیا تم اس بات سے راضی نہین ہوکہ اور لوگ اونٹ اور بکریون کے گلہ کو لیکر گھر جائین اور تم اپنے درمیان رسول خدا کو لئے ہوئے جاؤ۔ قسم ہے اُس خدا کی جسکے ہاتھ مین میرے جان ہے مین نہین کسی حالت مین اپنے سے جدا نہین کرسکتا اگر انصار ایک راستہ پر چلین اور تمام دنیا دوسرا راستہ اختیار کرے تو مین وہی راستہ اختیار کرون گا جو انصار کا ہے۔

اے اللہ تو انصار پر اور اُن کی اولاد پر اور اُن کی اولاد کی اولاد پر رحم کر۔"

اس تقریر سے انصار بہت متاثر ہوے اور اس قدر روئے کہ ڈاڑھیان آنسودن سے تر ہوگئین۔

آنحضرت کی دلیری و استقلال خواتین! ان تمام واقعات کو سنکر تمہارے دل مین ضرور یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بہادر تھے۔ نہایت درجہ انصاف پسند تھے۔ دیکھو آپ کی بہادری اور دلیری کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ ایسے وقت مین جب کہ آپ کی چند ہی ہمراہی ساتھ رہ گئے تھے اور چارون طرف سے دشمنون نے گھیر لیا تھا۔ سب آپ کی جان کے درپے اور آپ کے بدخواہ ہو رہے تھے آپ کس مستقل مزاجی سے اپنی جگہ پر قائم رہے اور ذرا بھی کسی قسم کا خوف و ہراس اپنے دل مین نہ آنے دیا۔

دوسرا واقعہ اس مال غنیمت کی تقسیم کا دیکھو کہ اُس مین آپنے کیا انصاف

فرمایا اور کس طرح سے فیصلہ کیا اور انصار کو کس طرح سمجھایا اور اُن کو کیسی تسکین دی اس سے صرف آپ کی منصف مزاجی اور اخلاق ہی کا پتہ نہین لگتا بلکہ آپ کی انتظامی قابلیت بھی معلوم ہوتی ہے اسلام کی محبت اُن لوگون کے دلون مین آپ نے اس طرح پیدا کی کہ اُن کو مال غنیمت کا بہت بہت سا حصہ دیا جس سے اُن کے دل مین بھی آپ کی محبت کا سکہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ ابوسفیان کی زبان سے یہ الفاظ نکل ہی گئے کہ میرے مان باپ آپ پر قربان ہون آپ بڑے سخی و کریم ہین۔ لڑائی مین بھی آپ کرم کو اپنے ہاتھ سے نہین جانے دیتے

غزوہ تبوک | پھر آپ نے غزوہ تبوک کی تیاری شروع فرمائی اسکا محرک قسطنطنیہ کا ہرقل بادشاہ ہوا کیونکہ وہ آپ کی پیہم کامیابیان دیکھکر کب چین سے بیٹھ سکتا تھا اوس نے حملہ کی تیاری کی آپ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ نے بھی مسلمانون کو تیاری کا حکم دیدیا اسلام کی امراء کو غریبون کی امداد کے لئے ارشاد فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے نہایت سیرچشمی سے اپنا تمام مال دیدیا حضرت عمر نے گھر کا نصف مال و اسباب دے ڈالا اور حضرت عثمانؓ نے بھی بہت سا مال دیا حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین نے اپنا آدھا مال دیدیا تو مین نے خیال کیا کہ اس سے زیادہ کسی نے نہ دیا ہوگا لیکن جب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تو معلوم ہوا

کہ ابوبکرؓ اپنا سارا کا سارا مال دے چکے تھے۔ مال جمع ہو جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کا حکم دیا لیکن موسم گرما کی شدت اور دور دراز کی سفر اور قلت سامان کی وجہ سے کچھ لوگ گھبرا کر جہاد میں جانا نہ چاہتے تھے مگر حضور کے ارشاد سے سب تیار ہو گئے آپ نے حضرت علیؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور خود روانہ ہوئے

مسلمانوں کے دل میں آنحضرت کی محبت

خواتین! اس موقع پر تمہیں ایک واقعہ اور سناتی ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر محبت تھی کہ وہ آپ کو تکلیف میں اور اپنے کو آرام میں رہنا بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ اسی غزوہ تبوک میں ایک صحابی ابوخیثمہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ ایک روز جب اپنے مکان میں آئے تو دیکھا کہ اُن کی بیوی نے گھر میں چھڑکاؤ کر رکھا ہے۔ اُن سے اپنی آسائش نہ دیکھی گئی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دھوپ کی تمیازت جھیل رہے ہوں گے اور میں آرام سے یہاں ہوں یہ انصاف نہیں ہے اور یہ مجھے اُس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ میں رسول اللہ کے پاس نہ پہنچ جاؤں یہ کہکر اُسی وقت سامان سفر درست فرمایا اور روانہ ہو گئے

ثمود کے مسکن سے گذر

غرض جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف

لے چلے تو ایک ایسے راستہ سے گذر ہوا جہاں قوم ثمود رہتی تھی آپ نے
سب کو منع فرما دیا کہ قوم ثمود کے کنوین سے نہ کوئی شخص پانی پئے نہ وضو کرے
اور اس کے پانی سے اگر کسی کے پاس گندھا ہوا آٹا ہو تو وہ اونٹوں کو
کھلا دے اور کوئی شخص تنہا نہ نکلے۔ اس حکم کی سب نے تعمیل کی مگر بنی
ساعدہ کے دو آدمی کسی ضرورت سے اکیلے چلے گئے ایک کو تو خناق ہو گیا
جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا تو وہ اچھا ہو گیا دوسرے کو وہاں
کی ہوا نے وادی طے مین پھینک دیا جو ایک مدت کے بعد ملا۔ اب لوگوں
کے پاس پانی بھی نہ باقی رہا تھا سب نے آپ سے آکر عرض کی آپ نے
دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بارش ہوئی یہین آپ کی ایک
اونٹنی گم ہو گئی، منافقین کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو آسمانی خبرون
کے ملنے کا دعوے کرتے ہین اون کو معلوم ہوگا کہ اونٹنی کہاں ہے آپ کو
یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا کہ وہ اللہ تعالےٰ زیادہ جاننے والا ہے جب تک
وہ مجھکو نہ بتلائے مین کوئی بات نہین کہہ سکتا، مگر اسی وقت حضرت جبرئیل
کے ذریعہ سے آپ کو معلوم ہو گیا تو آپ نے بتلایا کہ فلان مقام پر ہے
جب اونٹنی وہاں تلاش کی گئی تو مل گئی

یہ بات زید نے کہی تھی بعد مین وہ بہت شرمندہ ہوئے اور ہمیشہ
کے لئے موںھ سے ایسی بات نکالنے کی توبہ کر لی۔

تبوک مین صلح اور شاہ دومہ کی گرفتاری

جب آپ تبوک مین پھونچے تو یوضا ین روپہ آیا اور جزیہ دیکر صلح کرلی۔ پھر خالد بن الولید کو بھیجکر اکیدر ابن عبدالملک بادشاہ دومہ کو گرفتار کرالیا اُس نے بھی صلح کرکے جزیہ دینا قبول کیا اور ایک روایت ہے کہ وہ مدینہ پھنچکر مسلمان ہوگیا۔

خواتین! غزوۂ تبوک کے بعد ایسی لڑائی جس مین آپ شریک ہون اور کوئی نہین ہوئی ہان اگر کوئی دشمن اسلام سر اُٹھاتا تو اوس کی سرکوبی کے لئے مختلف وفود بھیجدیے جاتے تھے علاوہ اس کے اب وہ زمانہ آگیا تھا مختلف مقامات سے قافلے کے قافلے آتے اور نور اسلام سے منور ہوکر چلے جاتے تھے۔

حج فرض ہونا اور ابوبکرؓ کا مکہ جانا

ایک صحیح روایت ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون پر حج بھی فرض ہوا لیکن حضور خود تو بوجہ بعض اشد مہمات تشریف نہین لے گئے بلکہ حضرت ابوبکر کو تین سو مسلمانون کے ساتھ ۲۰ جانور قربانی کے لئے دیکر مکہ کو روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر کی روانگی کے بعد سورہ براءت نازل ہوئی حضرت جبرئیل۔ یہ بھی فرمان الٰہی لائے کہ سورہ براءت کے اون چار مخصوص احکام کی تبلیغ جن کا ذکر آگے آتا ہے آپ کے یا حضرت علی کے سوا کوئی نہ کرے اس لئے آپ نے خاص اپنے ناقہ پر حضرت علی کو سوار کرکے تبلیغ احکام کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ناقہ پر سوار ہو کر تشریف لے چلے راستہ مین مقام عرج یا ضجنان پر حضرت ابوبکرؓ بھی مل گئے اونہون نے دریافت فرمایا کہ آپ امیر ہین یا مامور حضرت علی نے کہا مامور۔ پھر دونون صاحب ساتھ ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر چونکہ امیر الحج تھے۔ انہون نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ حج کیا اور حضرت علی نے اُن آیات کی تبلیغ فرمائی

حضرت علی کی تبلیغ احکام

خواتین! اس زمانہ مین لوگ جاہلیت کیطرح حج کیا کرتے تھے حضرت علیؓ نے یوم الحج مین ان احکام کی تبلیغ فرمائی۔

"اے لوگو! کافر جنت مین داخل نہ ہون گے نہ اس سال کے بعد مشرک حج کر سکین گے نہ برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرین گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس شخص کا جو عہد تھا وہ اپنی مدت تک رہے گا اور چار مہینہ مین ہر شخص اپنی قوم اور مامن (ٹھکانے) کی طرف چلا جائے اس کے بعد سوا اُس شخص کی جس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔ نہ عہد ہوگا نہ ذمہ پس اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے نہ ننگا ہو کر طواف کرے۔

وصول زکواۃ اور سرکشون کی سرکوبی کا انتظام

پھر آپ نے قبائل عرب مین مسلمانون سے زکوۃ لینے کے لئے آدمی مقرر فرمائے اور حکم دیا کہ جس قدر مال جمع ہو وہ مدینہ لایا جائے اس سال مختلف سرایا (فوجی جماعتین) لوگون کی سرکشی کو روکنے اور اُن کو راہ راست پر لانے کے لئے بھیجے گئے اُس مین حضرت علی قبیلہ بنی طے مین گئے

وہاں عدی بن حاتم کا لڑکا تو بھاگ گیا تھا حضرت علی سامان غنیمت اور حاتم کی لڑکی کو
لیکر مدینہ آئے۔

بنت حاتم کی استدعا اور آزادی | ایک روز آنحضرت مسجد تشریف لے جا رہے تھے وہ باہر
آکر کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرا باپ مرگیا، بھائی بھاگ گیا اب آپکے
سوا کوئی میرا سرپرست نہین ہے آپ نے فرمایا تمہارا سرپرست کون ہے؟ اس نے
جواب دیا میرا بھائی فرمایا:- وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگتا ہے؟
یہ فرماکر آپ چلے گئے دوسرے دن پھر ایساہی ہوا مگر آنحضرتؐ نے جواب نہ دیا
تیسرے روز پھر باوجود یاس اور نا امیدی کے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین رئیس
کی لڑکی ہون میرا باپ انتقال کرگیا بھائی ملک شام کی طرف بھاگ گیا مجھ پر احسان
فرمائیے اور آزاد کیجئے اللہ تعالی آپ کو صلہ دیگا اس مرتبہ آپ نے منظور فرمالیا
اور جب اُس کے ملک کے لوگون مین سے کچھ آدمی مدینہ آئے تو اُس نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ نے کپڑے وغیرہ بناکر اور اپنے احسان
سے سرفراز فرماکر واپس کیا

عدی بن حاتم کا اسلام | اس نے جاکر اپنے بھائی سے کہا اُس نے اس سے مشورہ
طلب کیا تو اُس نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہون یا بادشاہ بہرصورت
اُن سے ملے بغیر چارہ نہین ہے۔ یہ سن کر عدی بن حاتم مدینہ آیا اور مسجد مین داخل
ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم کون ہو؟" اُس نے کہا "عدی بن حاتم طائی"

عدی کا آنحضرت کے اخلاق سے متاثر ہونا

آپ اُٹھے اور مکان کی طرف چلے راستہ مین ایک ضعیف بڑھیا نے سامنے آکر حضور سے کچھ استدعا کی آپ اُس کی کاربراری کے لئے راستہ مین بہت دیر تک کھڑے رہے عدی نے آپ کی اس حسن خلق کو دیکھکر خیال کیا کہ درحقیقت یہ باتین انبیا کے سوا اور کسی مین نہین ہوتین پھر آپ اُس کو مکان پر لے گئے اور وہان خرمے کی چھپلن سے بھرا ہوا گدا بچھا کر یہ اصرار فرمایا کہ اس پر بیٹھو اور آپ زمین پر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ "عدی تو فلان کام کرتا ہے اور فلان مذہب رکھتا ہے تیرے مذہب مین تو یہ جائز نہین ہے"۔ پھر فرمایا کہ

"عدی اگر تو اسلام اس لئے قبول نہین کرتا کہ تو کم استطاعت ہے اور مسلمان حاجت مند ہین تو خدا کی قسم اُن کے پاس اتنا مال ہو جائے گا کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے گا کہ اُس کے لینے کے لئے آگے بڑھے اور اگر تیرا یہ خیال ہے کہ دین دار کم ہین اور اس دین کے دشمن بہت تو انشاء اللہ اگر تو نے عمر دراز پائی تو دیکھے گا کہ اہل اسلام بہت اور دشمن کم ہو جائین گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک عورت تنہا اونٹ پر بیٹھے گی خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اُس کو اللہ اور رسول کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا اور جو تم دیکھتے ہو کہ حکومت اور سلطنت دشمنان دین کے ہاتھ مین ہے تو وہ دن نزدیک ہے کہ بابل کی زمین کے سفید محل مسلمانون کے قبضہ مین ہون گے"

یہ تقریر سن کر عدی اسلام لے آیا اور آنحضرت اُن پر بیحد عنایت فرمانے لگے یہان تک کہ عدی جب شکار کو جاتے تو حضور خود وادی عقیق تک اُن کو پہنچا نے تشریف لے جاتے عدی کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو ہین نور ایمان سے منور ہوا اور آپ کے اس فرمانے کے بعد مین نے دونون واقعات کا خود مشاہدہ کیا کہ وہ بالکل سچ نکلے ایک تو بابل کے محلون کی فتح دوسرے تنہا عورت کا آکر طواف کعبہ کرنا۔

واقعہ ایلاء

خواتین! یہ تمام واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے نوین سال کے ہین اور اسی سال کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ازواج مطہرات کے پاس جانے سے ایک ماہ تک کے لئے قسم کھالی۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی ایسی چیزین مانگتی تھین جو آسانی سے میسر نہ ہوسکتی تھین اس پر آپ رنجیدہ ہوگئے تھے اس حالت کی تائید اور اس وجہ کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ ایک دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہین مگر حضور کے فیض ملاقات سے مشرف نہین ہوسکے ابوبکر صدیق رضؓ اجازت حاصل کرکے اندر تشریف لے گئے اس کے بعد حضرت عمرؓ شرف دست بوسی سے مشرف ہوئے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر شریف پر اس وجہ سے رنج و ملال تھا کہ امہات المسلمین ایسی چیزین مانگتی ہین جن کا حاصل کرنا دشوار ہے حضرت عمرؓ نے آپ کو

ہنسانا چاہا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ان دونون میری بیویان نفقہ مانگتی ہین
مین اُن کو مارتا ہون کاش یہ حالت آپ مشاہدہ فرماتے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ یہی میرا حال ہے وہ ایسی چیزین چاہتی ہین جو میرے
پاس نہین ہین یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق گئے اور حضرت عائشہ پر خفا ہوئے
پھر حضرت عمر گئے اور حضرت حفصہ پر خفا ہوئے کہ رسول اللہ سے ایسی چیزین
مانگتی ہو جو اُن کے قبضہ مین نہین ہین حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے قسم
کھائی کہ ہم نے کبھی ایسی چیز نہین مانگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس نہ ہو

اس خبر کی اشاعت اور عام اثر | جب یہ خبر مدینہ مین مشہور ہوئی کہ حضرت نے ازواج کے پاس
جانے سے عہد کر لیا ہے تو لوگون نے خیال کیا کہ آپ نے ازواج مطہرات کو
طلاق دیدی شدہ شدہ یہ خبر اصحاب رضی اللہ عنہم کو پہونچی حضرت عمر سے
منقول ہے کہ جب مین اس واقعہ سے مطلع ہوا تو مسجد مین گیا وہان دیکھا
کہ چند لوگ ممبر کے قریب بیٹھے ہوئے رو رہے ہین مین تھوڑی دیر وہان بیٹھا میرے دل پر
رنج کا غلبہ ہوا تو مین اوٹھا اور مسجد کے طاق سے سر نکال کر رباح (غلام) سے
کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت حاصل کرو۔ اُس نے
جا کر عرض کی لیکن جواب نہ ملا آخر کار مین نے زور سے کہا کہ اے رباح
میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ مین حفصہ
کے گناہ کی معافی کے لئے آیا ہون بخدا اگر حکم ہو کہ تو اُس کی گردن مار دے

نیں حکم میں ذرہ برابر عذر نہ ہوگا یہ کہکر میں چپ ہوگیا اتنے میں رباح نے
ئیے اجازت ہوگئی میں آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا پھر میں نے کہا کہ یارسول اللہ
ح کو آپ نے طلاق دیدی آپ نے فرمایا نہیں میں نے بآواز بلند
ی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب تکبیر کی آواز میں نے سنی تو سمجھ گئی کہ رسول اللہ
یہ کھا ستا جا رہا ہے

ا حضرت عائشہ رشاد

غرض کہ جب اونتیس روز گذر گئے تو آپ مسجد سے نکلے اورحضرت عائشہ صدیقہ کے گھر گئے وہ استقبال کے لئے
اور پوچھا کہ یارسول اللہ آپ نے تو ایک ماہ کی قسم کھائی تھی آج تو
س روز ہی ہوئے آپ نے فرمایا کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ مہینہ اونتیس
ہوتا ہے اور وہ مہینہ اونتیس ہی روز کا تھا۔

پھر آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنا ہوں
کرنا بلکہ اس کا جواب اپنے والدین سے مشورہ کرکے دینا حضرت
نے فرمایا۔ ارشاد فرمائیے آپ نے یہ آیت سنائی۔ یَآ اَیُّھَا
قُل لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا
نَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ
وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
ی اپنی بیویوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اوس کی رونق چاہتی ہو

تو آؤ مین تم کو کچھ متاع دنیا دیدون اور تم کو اچھی طرح سے رخصت کردون اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخری گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے اُن کے لئے جو تم مین نیکی کرتی ہین اجر عظیم رکھ چھوڑا ہے۔

حضرت عائشہ کا جواب

حضرت عائشہ نے سنتے ہی فوراً جواب دیا کہ یا رسول اللہ اس مین مجھے کسی کی صلاح اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے میرا ایمان میرے ساتھ ہے نہ مجھے یہان کے مال و متاع کی ضرورت ہے نہ زیب و زینت کی مینے تو خدا اور اس کے رسول کو اختیار کرلیا ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے یہ بھی کہا کہ آپ اس کا تذکرہ کسی اور زوجہ مطہرہ سے نہ فرمایئے گا آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا تو مین چھپاؤن گا نہین غرض اسی طرح آپ نے سب ازواج سے دریافت فرمایا اور سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ نے دیا تھا

اشاعت اسلام کے لئے سرایا کی روانگی

پھر آپ نے اشاعت اسلام کے لئے سریے بھیجنا شروع کئے لوگ کچھ تو سریہ کے اثر سے اور کچھ خود اپنی رغبت سے دین اسلام کی جانب جوق جوق آنے اور اسلام مین داخل ہونے لگے۔

حجۃ الوداع

سنہ ۱۰ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے لئے تیاری فرمائی اور ۲۵۔ ذیقعدہ کو مع تمام مہاجرین و انصار اور رؤساے عرب کے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اس سفر مین ہمارا مقصود بجز

حج ہی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف مین آئے اور معزز لوگ
پ کے ساتھ تھے۔ اور بعض لوگ قربانی کا جانور بھی لائے تھے۔ آپ نے
ہ جو لوگ قربانی ساتھ نہین لائے ہین اگر اُن کا احرام حج کا بھی ہے تو
کر کے حلال ہو جائین" اسی دن مین طواف کعبہ کرنے کے قابل نہ رہی
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مین رونے لگی۔ آپ نے
عائشہ کیون روتی ہو؟ مین نے کہا مجھے افسوس ہے کہ کاش مین اس
ن آپ کے ساتھ نہ شریک ہوتی تو بہتر تھا" اُن کا مقصد یہ تھا کہ حضور
جازت فرما دین کہ احرام عمرہ مین حج کو داخل کر لین آپ حضرت عائشہ کا
ہہ گئے۔ لہذا آپ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا "نہین تم تمام ارکان
ا صرف طواف نہ کرنا" آپ کے ساتھ تمام ازواج مطہرات اور فاطمہ
عنہا تشریف لے گئی تھین۔ اور اس سال مکہ مین اس قدر مجمع تھا کہ
سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ حضرت علیؓ جو یمن تشریف لے گئے تھے مکہ
ا سے آکر ملے

ت مین ا خطبہ	آپ نے حج کے تمام و کمال ارکان ادا فرمائے۔ لوگون کو حج کرنے کے طریقون کی تعلیم دی پھر عرفات پر یہ خطبہ فرمایا

"اے لوگو جو کچھ مین کہتا ہون سنو! مین اس سال کے بعد تمسے ملنے کا یقین
ن کر سکتا اے لوگو جاہلیت کی رسمین کفار کی عادتین سب کی نیست و نابود

کردیا گیا۔

تم کو اس شہر میں اس دن میں اس مہینہ میں قتل و غارت حرام ہے ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک حرام رہے گا! اور عنقریب تم اپنے رب کے پاس جاؤ گے اور وہ تم سے باز پرس کرے گا یہ کہ میں نے اس کا پیغام پہونچا دیا جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اُسے واپس کردے اور اگر کچھ سود ہے تو وہ ساقط ہے اور تمہارا حق صرف راس المال ہے اس میں کمی نہ ہونی چاہیے! تم ظلم نہ کرو تم پر بھی ظلم نہ کیا جائے گا خدا نے حکم دیا جا ہے کہ ربا (سود) ناجائز ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا کل سود مع اصل مال کے ساقط ہے (یعنی جاتا رہا) اور جاہلیت کے سب خون ساقط کئے گئے۔ سب سے پہلے ہم اپنے خون کو ساقط کرتے ہیں وہ ربیع ابن حارث کا خون ہے کہ وہ بنی سعد و ہذیل کی جنگ میں ہذیل کے تیر سے مقتول ہو گئے تھے اور بنی عبدالمطلب کو ہذیل پر دعوے تھا۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے نا امید ہو گیا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں کبھی اس کی پرستش کی جائیگی لیکن اُن باتوں میں جن کو تم حقیر جانوگے اُس کی اطاعت کی جائیگی (یعنی بات بات پر خانہ جنگی ہوگی) لوند کا مہینہ بڑہا کر سال کو بارہ ماہ سے زیادہ کر دینا

بہت ہی کفر و انکار ہے کہ ایک سال کسی ماہ کو حرام قرار دیدیا دوسری سال بوند بڑھا کر اوسی کو حلال کر دیا۔

زمانہ گردش کر کے آج اپنی اُس حالت اصلی پر آگیا ہے جو کہ آسمان و زمین کے پیدائش کے وقت تہا پس سال پورے بارہ ماہ کا ہوتا ہے نہ کم و بیش اس مین سے چار ماہ حرام ہین تین تو لگاتار ذیقعدہ ذالحجہ محرم، اور چوتہا رجب جو جمادی الثانی و شعبان کے درمیان واقع ہے اے لوگو ڈرو اللہ سے۔ عورتون کے حقوق کے باب مین۔

خدا ہی کے حکم و عہد سے وہ تمہارے قبضہ مین آئی ہین اوس کے حکم سے وہ تم پر حلال ہوئی ہین۔ وہ تمہارے پاس خدا کی امانت ہین تمہارا اون پر حق ہے اون کا تم پر

تمہارا اون پر حق یہ ہے کہ وہ کسی اجنبی بیگانہ کو تمہارے بستر پر جگہ نہ دین اگر وہ نہ مانین اطاعت نہ کرین تو چند روز خواب گاہ کی علحدگی سے تنبیہ کرو۔ اون کو تادیباً مارو بہی مگر نہ سخت مارنا نہ شدید ایذا دینا ان کا تم پر حق ہے کہ اون کو کہانا کپڑا مسکن الضافت کے ساتھ حسب عرف و رواج دیتے رہو باہم اخلاق سے حسن معاشرت رکھو اے لوگو سنو ایمن نے خدا کا حکم تم تک پہونچا دیا اور تم مین ایسی چیز چہوڑ دی ہے کہ اگر تم اُس پر مضبوطی سے عمل کروگے تو ہرگز

گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز خدا کی کتاب ہے اور اس کے رسول کا بتلایا ہوا طریقہ مسنونہ ہے۔

اے لوگو سنو! اور جانو کہ سب مسلمان آپس مین بھائی بھائی ہین کسی شخص کو حلال نہین کہ وہ اپنے بھائی کے مال مین سے کچھ لے ہان اگر وہ خوشی سے دیدے تو لے لے تم اپنے نفسون پر ظلم نہ کرو خبردار ہوجاؤ کہ مین نے خدا کے احکام پہونچا دئے لوگون نے کہا ہان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا تو گواہ رہنا؛

جس وقت آپ خطبہ سے فارغ ہوئے اوس وقت یہ آیت
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یعنی آج مین نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور مین نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔
نازل ہوئی۔ اس کے نازل ہونے کے بعد مسلمانون کو بہت خوشی ہوئی لیکن جو صحابی دور اندیش تھے وہ سمجھ گئے کہ آنحضرت کا قیام دنیا مین اسی لئے تھا کہ احکام دین اسلام کی تکمیل فرمادین جب وہ ہی ختم ہوگیا تو آنحضرت صلعم کا سایہ مقدس بھی ہمارے اوپر نہ رہے گا۔

اس کے بعد آپ مدینہ واپس آئے اور بادشاہون کے پاس آدمی بھیجے اور اُن کو اسلام کی دعوت دی۔

مسیلمہ کذاب کا دعوے نبوت

اسی زمانہ مین ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مسیلمہ تھا اوس نے نبوت کا دعوے کر دیا۔ کچھ شعبدے لوگون کو دکھائے پھر مدینہ شریف آکر کہا کہ اگر محمد مجھکو اپنے بعد خلافت دین تو مسلمان ہوتا ہون۔ آپ نے فرمایا کہ "میرے ہاتھ مین جو کھجور کی شاخ ہے اگر یہی تو مانگے تو ہرگز نہ دون گا۔ اور اگر تو میرے بعد رہے گا تو خدا تجھکو ہلاک فرمائے گا" مسیلمہ غائب وخاسر واپس آیا اور لوگون سے کہنے لگا کہ مین بھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح پیغمبر ہون۔ نصف زمین میری ہے اور نصف محمد کی۔ تم لوگ مجھ سے بہتر پیغمبر نہ پاؤ گے۔ کیون کہ ان کی شریعت میری شریعت سے دشوار ہے۔ میری شریعت مین نہ نماز ہے۔ نہ کسی بُرے کام سے ممانعت ہے" اسوجہ سے بعض جاہل لوگ اُس کے معتقد ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ایک جماعت ہوگئی

مسیلمہ کا خط

اب اُس نے ایک خط محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکھا جس کا یہ مضمون تھا۔

"منجانب مسیلمہ رسول اللہ!

بہ طرف محمد رسول اللہ (صلعم) سلام علیک اما بعد مین تمہارے ہر کام مین شریک ہون اور بے شک نصف زمین میری ہے اور نصف زمین قریش کی لیکن قریش کی قوم سرکش ہے لہذا اُس پہ یہ کتاب لے کر دو رسول بھیجے گئے"

یہ لکھ کر اُس نے اپنے آدمیون کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس بھیجا۔ جب آپ نے اُس خط کو پڑھا تو اُن لوگوں سے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو انہوں نے بھی جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی کہدیا آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس قتل والے قاصد کی حیثیت سے نہ آئے ہوتے تو تمہاری گردن مار دیتا۔

آنحضرت کا جواب | اس کے بعد آپ نے اس کو جواب لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بطرف مسیلمہ کذاب

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی متابعت کرتا ہے۔ اما بعد زمین اللہ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وارث بنا دیتا ہے اور آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے بھلائی ہے۔

اسود عنسی کا دعوائے نبوت | اسی زمانہ میں ایک اور شخص اسود عنسی نامی دعویدار نبوت پیدا ہوا اور چونکہ وہ کاہن اور شعبدہ باز تھا اس لئے جلد لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کی وجہ سے یمن کے بہت زیادہ باشندے کافر ہو گئے اور صنعاء یمن پر اُس کا پورا پورا تسلط ہو گیا۔

جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو ابو موسیٰ کو ایک خط آپ نے بھیجا ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبلؓ نے اتفاق کر کے اسود کو قتل کر دیا۔ فیروز دیلمی نے اس کا سر کاٹا حضور علیہ السلام نے اپنی وفات سے ایک روز پیشتر بذریعہ وحی خبر دیدی تھی کہ آج

ود عنسی مارا گیا۔ قاتل کے حق مین فرمایا فاز فیروز

پھر آپ نے اسامہ بن زید کو جمعیت کثیر کا سرداد فرماکر روم کی طرف
[illegible]غام اپنے بھیجا یہ آخری لشکر تھا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے

[illegible]ت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری

صفر کی دو راتین باقی تہین کہ آپ بقیع کے قبرستان مین تشریف
لے گئے وہان اُن کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعا فرمائی۔ پہر واپس تشریف
لائے اسی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درد سر شروع ہوا۔

ابو مویہبہ روایت کرتے ہین کہ آدہی رات گذرنے کے بعد آپ نے مجھے
[illegible]ار کرکے فرمایا کہ "اے ابو مویہبہ مجھے بقیع والون کے لئے دعاے مغفرت مانگنے کا
[illegible]م ہوا ہے" پھر تشریف لے چلے۔ مین بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ گیا
[illegible]پ بقیع تشریف لائے۔ بہت دیر تک کھڑے ہوکر اہل بقیع کے لئے دعا فرمائی اور
[illegible]ں قدر دعا فرمائی کہ مین نے آرزو کی کہ کاش مین بہی اہل قبور مین سے ہوتا۔ پہر
[illegible]پ نے فرمایا۔

"السلام علیکم اہل القبور۔ خوشگوار ہون تم کو وہ نعمتین جن مین تم نے صبح کی ہے
اور جن مین تم ہو۔ دور ہو گئے تم اُن فتنون سے جن مین لوگ مبتلا ہین۔ تم کو
خدا نے اُن سے نجات دیدی۔ بے شک لوگون پر فتنے مثل شب تاریک کے
ٹکڑون کے متوجہ ہو گئے ہین۔ باہم ایک دوسرے سے ملا ہوا۔ بعد والا بدتر ہے
اول سے"

پھر فرمایا۔ اے موہبہ دنیا کے خزانون کی کنجیان میرے روبرو پیش کر کے مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ دنیا مین مع حصول درجات جنت کے باقی رہون یا پروردگار سے ملون۔ تو مین نے لقاے پروردگار کو اختیار اور پسند کیا کہ اُس سے جلد ملون

مین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ دنیا مین چندروز اور رہنے کو پسند فرمالین اور بعد اُس کے بہشت کو تاکہ ہم حضور کے دولت دیدار سے کچھ دن اور مشرف ہولین۔ فرمایا کہ نہین مین نے لقاے پروردگار کو ہی پسند کیا۔

خواتین اس وقت مین ایک واقعہ اور بتاتی ہون جس سے معلوم ہو گا کہ آنحضرت کو اپنے وفات کا علم پہلے سے ہو گیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو قریش جنہون نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب نہ ہم رسول اللہ سے لڑ سکتے ہین اور نہ ہم مین اون کے عداوت کی طاقت ہے اسلام لانے لگے اسپر اللہ تعالیٰ نے سورہ نصر نازل فرمائی

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ یعنی جب خدا کی مدد اور فتح آپہونچے اور آپ لوگون کو اللہ کے دین مین جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لین تو اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کیجئے اور اُس سے مغفرت کی درخواست کیجئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے

اسی سورہ کے نزول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے زمانہ کا قریب ہونا سمجھ لیا تھا۔ کیونکہ اسی فتح کے بعد بجائے ایک ایک اور دو دو

ن کے قبیلے کے قبیلے اسلام لانے لگے تھے جیسا کہ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ
ا یعنی تسبیح اور تحمید فرمائیے اور مغفرت کی درخواست کیجئے گویا اب آپ کی
ت سے جو مقصود تھا وہ حاصل ہوگیا اس سورہ کے نازل ہونے پر صحابہ
بات پر خوش ہوئے کہ اس میں اب لوگوں کے مسلمان ہونے کی بشارت
ہے لیکن حضرت ابوبکر اس سورۃ کے نازل ہونے پر روتے تھے اور یہ
گئے تھے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا زمانہ قریب آگیا
یہ فہم و فراست حضرت ابوبکر کی تھی جو سب سے بڑھی ہوئی تھی اس کے
صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے خبردار ہوگئے تھے کہ اب آنحضرت صلی اللہ
سلم کی رخصت کا زمانہ قریب ہے احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔
ں سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ اکثر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ
اغْفِرْ لِي پڑھا کرتے تھے اس سورہ کو سورہ تودیع بھی کہتے ہیں اور اس کی یہی وجہ ہے
اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آنحضرت
للہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آدمی بھیج کر حضرت فاطمہ کو اپنے پاس بلایا جب وہ
تو فرمایا مرحبا یا بنتی اور اپنی بائیں طرف بٹھا کر باتیں کرنے لگے حضرت فاطمہ
کرتے کرتے رونے لگیں پھر حضرت رسول خدا نے کچھ ان کے کان میں کہہ دیا
سے وہ ہنسنے لگیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ

تم سے پہلے کیا کہا تھا جس پر تم رونے لگیں اور پھر کیا کہدیا تھا جس سے تم ہنسنے
لگیں حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ کے راز کی بات ہے میں تم سے
نہیں کہہ سکتی آپ کی وفات کے بہت دن کے بعد میں نے پھر ان سے دریافت
کیا کہ اب تو وہ بات بتادو جو رسول اللہ نے تم سے کہی تھی انہوں نے کہا پہلے
تو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اب میری موت قریب ہے اس پر میں رونے
لگی تھی مجھے روتا دیکھ کر میرے کان میں یہ کہا کہ فاطمہ کیوں رنج کرتی ہے میرے
اہل بیت میں سب سے پہلے تو ہی مجھے آکر جنت میں ملیگی۔ اس پر میں ہنسنے لگی
غرض خواتین آپ کو اپنی موت کے قریب ہونے کا زمانہ تو فتح مکہ کے بعد ہی معلوم
ہوگیا تھا۔ لیکن اب جب سے کہ آپ کو درد سر کی شکایت پیدا ہوئی تھی۔ یہ بھی علم تھا
کہ اسی میں وفات بھی ہوگی۔

ہاں تو جب آپ بقیع سے تشریف لائے تو درد پیدا ہوگیا تھا جیسا کہ
ابو موہیبہ والی روایت سے معلوم ہوچکا ہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں
کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے واپس آے ہیں میرے
سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی "اُف رے سر کے درد" آپ نے فرمایا
عائشہ! میرے بھی سر میں درد ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر فرمایا کہ اگر تم
مجھ سے پہلے مر ہی گئیں تو تمہارا کیا نقصان ہے میں تمہاری تجہیز و تکفین کرونگا
تم پر نماز پڑھونگا تمہیں دفن کرونگا میں نے کہا کاش ایسا ہی ہوتا اور آپ

ںا ہی کرتے۔ آپ ہنسے اور میرے گھر سے واپس گئے۔ درد زیادہ ہوگیا تھا
ونہؓ کے گھر میں پہونچے اور تمام ازواج کو بلا کر میرے یہاں آنے کی اجازت لی
زہری اور ابن اسحاق ایوب بن بشیر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
ی اللہ علیہ وسلم سر میں پٹی باندھے ہوئے نکلے اور ممبر پر بیٹھ گئے پھر کچھ نصیحتیں
ائیں اور اصحاب احد پر نماز پڑھی ان کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا کہ
ٰ تعالےٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ وہ چاہے دنیا میں رہے یا چاہے
اللہ کے پاس جانے کو پسند کرے۔ سو اس بندہ نے اللہ کے پاس جانیکو
ختیار کرلیا۔

اس جملہ کو سن کر حضرت ابوبکر رونے لگے تو صحابہ کہتے ہیں ہم نے آپس میں
ا کہ ان بزرگ پیر مرد کو کیا ہوا کہ رسول اللہ تو ایک بندہ اللہ کی حکایت
ان فرماتے ہیں کہ اس نے اللہ کے پاس جانے کو اختیار کیا اور یہ بزرگ
ں پر روتے ہیں مگر چونکہ حضرت ابوبکر اس کا مطلب سمجھ گئے تھے کہ بندہ
سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے وہ روئے تھے
ر بعد میں سب صحابہ ان کی فہم اور علم کے قائل ہوگئے۔

پھر آپ نے ان تمام کھڑکیوں کو جو لوگوں کے مکانات میں مسجد کی
ف تھیں بند کروادیا اور صرف ابوبکر کی کھڑکی کو کھلا رہنے دیا۔ ابن خلدون
ن ہے کہ آپ نے ایک خطبہ فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آخری خطبہ

مین تمکو اللہ سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہون اللہ تعالے
تم کو ہدایت دے اور مین اُس کو تم پر چھوڑتا ہون اور
تمہین اُس کے سپرد کرتا ہون، بے شک مین تم کو (دوزخ سے)
ڈرانیوالا اور (جنت) کی بشارت دینے والا ہون
آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ کے ملکون اور بندون مین برتری
نہ اختیار کرو کیونکہ اُس نے مجھ سے اور تم سے یہ کہا ہے
کہ یہ مکان آخرت اُن لوگون کے لئے ہے جو زمین پر
نہ تکبر و بڑائی کا قصد کرتے ہین اور نہ فساد کا اور آخرت
کی بہتری پرہیزگارون کے لئے ہے اور فرماتا ہے کہ
جہنم غرور کرنے والون کا ٹھکانا ہے۔

اس کے بعد عروۃ بن زبیر سے روایت ہے کہ لوگون نے اسامہ
بن زید کے بھیجنے کی بابت کچھ سرگوشیان کین پس آپ پٹی باندھے ہوئے
نکلے اور ممبر پر بیٹھکر فرمایا کہ لوگون نے اسامہ کی امارت مین کچھ سرگوشیان
کی ہین اور اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت مین بھی لوگون نے ایسا ہی
کیا تھا اس کا باپ امیر ہونے کے لائق تھا یہ بھی امیر ہونے کے قابل ہے
یہ سنکر اسامہ نے اپنے لشکر کو سفر کرنے کا حکم دیا جب جرف مین
پہونچے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض مین شدت ہے

وہین قیام فرما دیا اور انتظار کرنے لگے کہ اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب احد پر نماز پڑہی اور اُن کی مغفرت کے لئے دعا
مانگی اور مہاجرین کو نصیحت فرمائی۔

مہاجرین کو نصیحت | اُے گروہ مہاجرین! مین تم کو انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت
کرتا ہون، تم لوگ بڑہتے چلے گئے انصار اپنی حالت پر ہین، اُنہون نے میری
مدد کی ہے مین اُن کی طرف بہاگ کر آیا ہون، تم اپنے محسن کے ساتھ احسان
کرو اور اُن کی غلطیون سے درگذر کرو۔"

اور دوسری تاریخون مین اس طرح ہے کہ جب آپ کی علالت دن بدن
بڑہنے لگی تو انصار بہت پریشان ہوئے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم تو دنیا سے
جاتے ہین ہم لوگون کا نہ معلوم کیا حشر ہو اُس کی اطلاع آپکو ہوگئی آپ اپنا
ایک ہاتھ حضرت علی کی کاندہے پر رکھ کر اور ایک ہاتھ حضرت عباس کی کاندہے پر رکھکر باہر آئے اور ممبر پر تشریف رکھکر
پہلے تو اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا کہ۔

مسلمانو! کوئی نبی اپنی امت کے درمیان ہمیشہ نہین رہا اور نہ مین ہمیشہ
رہون گا اس کے بعد آپ نے مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو آپس مین
نیک سلوک کرنیکی ہدایت فرمائی جب آپ کا سر کا درد کم ہوگیا تو سر مین پٹی
باندہ کر باہر تشریف لائے اور اللہ تعالےٰ کی حمد ثنا بیان کرنے کے بعد تمام پیغمبرون پر

درود بھیجی شہدا اور مسلمانون کے لئے دعاء خیر فرمائی اور فرمایا۔
مسلمانو! موت برحق ہے اور دنیا مین کسی کو اس سے چارہ نہین
نہ مین بچ سکتا ہون نہ کوئی شخص اس لئے جس شخص کو مین نے
کبھی کوئی سخت بات کہی ہو وہ مجھے کہہ لے اور مجھے اس کے
عوض سے پاک کردے تاکہ مین اللہ تعالےٰ کے یہان شرمندہ ہون

ادائے حق — اس کے بعد فرمایا کہ کسی کا حق تو میرے اوپر نہین ہے جسقدر
لوگ جمع تھے رونے لگے اور کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کا
کوئی حق نہین ہے ہان آپ کا حق سب پر ہے حضرت عکاشہ اوٹھے اور
فرمایا کہ فلان غزوہ مین۔ مین اپنا اونٹ آپ کے ساتھ لئے جا رہا تھا۔ آپ نے
ایک چھڑی ماری تھی جس سے سخت درد ہوا تھا۔ یہ بدلہ میرا باقی ہے آپ نے
اس لکڑی کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے طلب فرمائی۔ لوگون نے
حضرت عکاشہ کو روکا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشدو
چھڑی آئی حضرت علی نے کہا عکاشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین
اتنی طاقت نہین ہے آؤ مجھے مار لو، آپ نے فرمایا، نہین اس طرح کفارہ
نہ ہوگا۔ چھڑی عکاشہ کو دی اور فرمایا کہ بدلہ لیلو۔ عکاشہ نے کہا مین ننگا
اُس روز ننگے بدن تھا۔ آنحضرت نے اپنے بدن مبارک سے کپڑا اٹھایا
یہ دیکھکر جسقدر صحابہ جمع تھے سب رونے لگے۔ عکاشہ رضی نے لکڑی کم ایدیا

ونون آنکھین پشت مبارک پر رکھکر چوم لیا اور کھا یارسول اللہ مین
تھا کہ مہر نبوت سے مشرف ہون اور اپنے مونھ کو اس پر ملون تاکہ خدا
علا اُسکی برکت سے دوزخ کی آگ مجھ پر حرام کردے آپ نے تین مرتبہ
ہوئی، حرام ہوئی، حرام ہوئی، فرمایا پھر آپ نے اور نصیحتین فرمائین اور
ت عائشہ کے مکان پر تشریف لے گئے وہان بھی لوگ ساتھ رہے
ان کو بھی نصیحت فرماتے رہے۔ تمام امہات المومنین اور بہت سی مسلمان
تین جس مین اسماء بنت عمیس بھی تھین۔ اسی عرصہ مین نماز کا وقت آگیا آپ نے
یا کہ ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ حضرت عائشہؓ نے گذارش کی کہ ابوبکر
ت رقیق القلب آدمی ہین۔ آپ کی جگہ پر کھڑے ہون گے تو اُن کی حالت
ب ہوجائیگی۔ رونے لگین گے کسی دوسرے کو حکم دیجئے آپ نے انکار
اور حضرت ابوبکر ہی کو امامت پر مامور فرمایا۔ تیرہ وقت کی نمازین حضرت
بکر نے پڑھائی تھین، حالت نزع مین آپ کے پاس ایک پیالہ پانی سے
ا ہوا رکھا رہتا تھا جس مین آپ اپنا دست مبارک تر فرماتے اور موںھ پر
پھیرتے اور کہتے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ یعنی اے اللہ سکرات
ت پر میری مدد کر

جب دوشنبہ کا دن آیا تو صبح کی نماز مین آپ سر مین پٹی باندہ کر
تشریف لائے حضرت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے جب اُنکو معلوم ہوا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین تو وہ اُس جگہ کو چھوڑ کر ہٹ آئے آپ نے
اُن کو پھر اسی جگہ پر کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور خود ان کے بائین بازو پر بیٹھکر
نماز پڑھی اس نماز مین ابوبکر آپ کی اقتدا کرتے تھے اور دیگر لوگ ابوبکر کی یعنی
دوسرے لوگ حضرت ابوبکر کی تکبیر پر رکوع سجود کرتے تھے جب نماز سے فراغت
ہوئی تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اے نبی اللہ مین دیکھتا ہون کہ مین جیسا
چاہتا تہا اللہ کے فضل سے آج آپ ایسے ہی اچھے ہین اس کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مکان مین تشریف لائے اور حضرت ابوبکر سنح چلے گئے
عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن علی بن ابی طالب گھر سے
نکلے لوگون نے پوچھا کہ یا ابوالحسن رسول اللہ کیسے ہین۔ اُنھون نے جواب
دیا الحمد اللہ اچھے ہین حضرت عباس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا
مین حلفیہ کہتا ہون کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر آثار
موت پاتا ہون کیونکہ مین بنو عبد المطلب کے چہرہ سے موت کی شناخت
کر لیتا ہون ہمارے ساتہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اگر یہی ہوگا
تو ہم پہچان لین گے۔ اور اگر اس کے سوا کچھ اور ہوگا تو ہم اپنے لئے اُن سے
کچھ وصیت کرنے کو کہین گے حضرت علیؓ نے کہا نہین خدا کی قسم مین ایسا
نہ کرونگا۔

وفات | اُسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ دہوپ

تیز ہو گئی وفات پائی۔

عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت واپس آئے مسجد مین داخل ہو کر
میرے کمرے مین لیٹ گئے آل آبی بکر مین سے کوئی شخص آیا اس کے
ہاتھ مین ایک مسواک تھی حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُس کی طرف دیکھا مین نے آپ کا ارادہ سمجھ لیا۔ تو کہا رسول اللہ
لیا آپ اسے پسند فرماتے ہین۔ کہ یہ مسواک مین آپ کو دون آپ نے
فرمایا ہان مین نے اس مسواک کو لے لی اور چابی جب وہ نرم ہو گئی تو
پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ نے مسواک فرمائی
پھر اُس کو رکھدی۔ میری گود مین آپ کا کچھ بوجھ محسوس ہوا۔

(خواتین! حضرت عائشہ کے لئے سب سے بڑا شرف ایک یہ بھی ہے کہ
بس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے حضرت عائشہ کا
عاب دہن آنحضرت کے منہ مین تھا) میری نظر جب آپ کے چہرے پر
ی تو آنکھین تو ٹھہرا گئی تھین اور وہ فرماتے تھے رَبِّ اغْفِرْ لِی وَالْحِقْنِی
الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی سعید بن مسیب ابی ہریرہ سے بیان فرماتے ہین کہ جسوقت
ـول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے
ر فرمایا کہ منافقین کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین مرے۔ لیکن اپنے رب کے پاس چلے گئے جیسے کہ موسی بن عمران اپنی قوم سے چالیس رات کے لئے غائب ہو گئے تھے پھر اس کے بعد کہا گیا تھا کہ وہ مر گئے لیکن وہ واپس کئے گئے تھے۔ ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوٹ آئین گے پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اُن کے ہاتھ کاٹے جائین گے جب حضرت ابو بکر کو خبر پہونچی مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے حضرت عمر باتین کر رہے تھے ان کی طرف نہین متوجہ ہوئے مسجد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ کے مکان مین چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چادر پڑی ہوئی تھی آپ نے چہرہ کھولا پھر بوسہ لیا پھر فرمایا کہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّی آپ نے اُس موت کا مزا چکھا جسکو اللہ تعالے نے آپ کے لئے لکھدیا تھا۔ اور اب ہرگز اس کے بعد آپ کو موت نہ رہیگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چادر ڈالدی پھر باہر آئے حضرت عمر آدمیون سے باتین کر رہے تھے آپ نے منع کیا مگر وہ نہ مانے جب ابو بکر نے دیکھا کہ وہ نہین مانتے آپ دوسرے لوگون کی طرف متوجہ ہوے لوگون نے جب آپ کی بات سنی تو حضرت عمر کو چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہو گئے انہون نے اللہ تعالے کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ۔

حضرت ابوبکر کا خطبہ

اے لوگو! جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمد تو مر گئے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو بے شک وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا۔

پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(ترجمہ) نہیں تھے محمد مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے اور بھی رسول آئے ہیں پس کیا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم لوگ اپنی پچھلی عادت کی طرف لوٹ جاؤ گے اور جو شخص لوٹ جائیگا اپنی پچھلی عادت پر پس وہ ہرگز کچھ نقصان نہ پہونچائیگا اللہ کو اور عنقریب اللہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کو جزا دیگا۔

تجہیز و تکفین

اس کے بعد جیسا کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے قریب کے عزیز مجھے غسل دیں اور مجھے انہیں کپڑوں میں یا کسی مصری کپڑے یا حلہ یمانی میں کفنا دیا جائے اس کی تعمیل کی گئی جنازہ کی نماز کے متعلق آپنے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جنازہ رکھکر تھوڑی دیر کے لئے چلے جانا روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ جو شخص پہلے میرے اوپر نماز پڑھیگا وہ جبرئیل ہونگے اس کے بعد میکائیل پھر اسرافیل اور ان کے بعد عزرائیل۔ اسکے بعد لشکر ملائکہ پھر میرے اہل بیت

مرداون کے بعد عورتین پھر عام لوگ۔

خواتین! میری تقریر کا یہ وہ حصہ ہے جس کو سن کر نا ممکن ہے کہ تمہارے دل پر یا اوس کے دل پر جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے محبت ہے اثر نہ ہوا ہو اور ہونا ہی چاہئی کیونکہ آپ ہمارے ہادی برحق تھے آپ نے ہمکو صراط مستقیم بتلائی اور یہ آپ ہی کا فیض ہے کہ اس وقت تک ہم کو ایک ایسا راستہ معلوم ہے جس مین کوئی خطرہ نہین ہے اور جس پر چل کر ہم دین دنیا کی فلاح اور بہبودی حاصل کر سکتے ہین۔

اخلاق و عادات | خواتین! اسی تقریر مین آپ کے اخلاق حسنہ آپکے عفو و درگذر کی حالت اور آپ کا وہ طرز بیان بتلانا چاہتی ہون جس سے لوگ آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے اور اسی سلسلہ مین مین اس کا بھی مختصر تذکرہ کرون گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امہاۃ المومنین سے کیا سلوک تھا اور آپ اون کی کیسی عزت فرماتے تھے اور اُن کے دلون مین آپ کی کیسی قدر تھی

تم نے میری گذشتہ تقریرون مین جو واقعات اور حالات بیان ہوئے ہین اُن سے یہ تو اچھی طرح اندازہ کرلیا ہو گا۔ کہ آپ کے دل مین غریبون کی کیسی ہمدردی تھی۔ آپ یتیمون سے کس طرح پیش آتے تھے قابل امداد لوگونکی کیسی مدد فرماتے تھے آپ کے پاس آنے جانے والون سے آپکا کیا سلوک تھا آپ کا لب و لہجہ کسدرجہ دلکش تھا کہ اگر دشمن بھی آتا تو وہ سر تسلیم خم کرجاتا تھا۔ آپ نے

اپنے دشمنون کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے اُن سے
کیسا برتاؤ فرمایا۔ یہ سب آپ کے وہ اوصاف تھے جن کی وجہ سے آپ کی شان
بہت بڑہی ہوئی تہی۔ نہ آپ سے کسی کو کوئی رنج پہونچا نہ آپ نے کسی کی
دلشکنی کی۔ نہ آپ کسی کی تکلیف کا باعث ہوئے۔ آپ مین عفو و درگذر کی
جو صفت تہی اُس کی مثال اس سے بڑہ کر کیا ہو سکتی ہے کہ زینب ایک یہودیہ
عورت نے آپ کو زہر دیدیا لیکن آپ نے معاف فرما دیا۔ ہندہ ابوسفیان کی
بیوی کی حالت تم سن چکی ہو کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچانے
کی کس طرح در پے تہی۔ اور دل سے چاہتی تہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذلت ورسوائی ہو۔ آپ کی ایذا رسانی مین وہ سب سے آگے ہوتی تہی
آپ کے چچا حضرت حمزہ کا جگر اسی نے چاب ڈالا تہا۔ مگر باوجود ان سب
باتون کے جب وہ آپ کے پاس آئی تو آپ اس سے کس طرح پیش آئے
مکہ کے لوگ جنہون نے آپ کو نکالا تہا۔ تکلیفین دی تہین۔ اکثر مسلمانون
کو بے گناہ مار ڈالا تہا ہمیشہ آپ کی جان کے فکر مین رہا کرتے تھے۔ آپ کو ایذا
دینے کے لئے آپ کے ملنے والون، عزیزون کو سخت سخت ایذائین پہونچایا
کرتے تھے۔ جس وقت آپ کے قابو مین آئے تو آپ نے صرف یہی فرمایا کہ
مین تمہارے ساتھ وہی کرون گا جو حضرت یوسف نے اپنے بہائیون کے
ساتھ کیا تہا۔ پھر اونکو نصیحت فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے اُن کے مغفرت کی

خواہش فرمائی۔ جنگ احد میں جب آپ کے دانت مبارک کا ایک گوشہ شہید
اور چہرہ مبارک زخمی ہوگیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ ان کے لئے بددعا کیجئے تو
آپ نے فرمایا کہ میں بددعا کرنے کے لئے نہیں مبعوث ہوا ہوں۔ بلکہ رحمت
کے لئے بھیجا گیا ہوں اور ہاتھ اوٹھا کر یوں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اھْدِ
قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما وہ مجھے نہیں جانتے
غرض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسن اخلاق کی تعریف کہاں تک
کروں گی۔ جبکہ خود اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ انک لعلی خلق عظیم۔
اس سے تم لوگوں کو خود معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس کا اخلاق کیسا ہوگا
جس کے لئے اللہ تعالے نے یہ الفاظ فرمائے۔ حضرت عائشہ سے کسی شخص نے
دریافت کیا کہ آنحضرت کا اخلاق کیسا تھا تو آپ نے فرمایا عین قرآن کی مطابق تھا
اب آپ کے ان حالات کو دیکھتے ہوئے اور آپ کے اخلاق پر نظر
ڈالتے ہوئے غالباً کسی کا یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ آپ ازواج مطہرات کے
ساتھ کس طرح پیش آتے تھے اس کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے یہ الفاظ بہت کافی ہیں۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ
لِاَھْلِیْ یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی اہل کے لئے بہتر ہو اور میں تم سب سے بہتر ہوں اپنی اہل کیلئے
اور پھر جبکہ قرآن شریف میں یہ موجود ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
تو پھر کسی بات کے کہنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ لیکن تاہم میں اس قدر

رکھون گی کہ ازواج مطہرات پر بھی آپ کے اخلاق اور حسن معاشرت کا
قدر اثر تھا کہ وہ اپنی جان مال اور کسی چیز مین بھی دریغ نہین کرتی تھین۔
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہانے جو آپ کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ تھین
کی خاطر اپنے تمام مال واسباب کو وقف کر دیا اور کبھی آپ کی خوشی کے
بلہ مین کسی چیز کی پرواہ نہین کی۔ آنحضرت کے آرام کے لئے انہون نے
ہین بھی اٹھائین مصیبتین بھی جھیلین مگر ہمیشہ آپ کی سچی ہمدرد اور غمگسار
ہین۔ وہ آپ کی نہایت صادق اور مخلص رفیق تھین۔ اور ہمیشہ جب
کسی صدمہ سے متاثر ہوتے تو وہ تشفی اور دلاسا دیا کرتین۔ جس طرح
ت خدیجہ کو آپ بہت عزیز تھے اوسی طرح حضرت خدیجہ کی بھی آپ کے
ین بہت قدر تھی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب آپ گھر مین تشریف
ے تو حضرت خدیجہ کا تذکرہ اور اُن کی تعریف بے حد فرمایا کرتے تھے
دفعہ فرمایا کہ خدیجہ سے اچھی مجھے کوئی بیوی نہین ملی وہ ایمان لائی جب
لوگ کافر تھے اُس نے میری تصدیق کی جب سب تکذیب کرتے تھے۔
نے اپنے مال سے میری مدد کی جب سب نے محروم کر دیا تھا۔
حضرت خدیجہ کی یاد ہمیشہ آپ کو بے چین کیا کرتی تھی جب آپ کی پاس
کوئی سہیلی یا ملنے جلنے والی آتین تو آپ اون کی بہت عزت کرتی تھے
ضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مجھے سوائے حضرت خدیجہ کے اور کسی پر رشک

نہین آیا حالانکہ حضرت عائشہ آنجناب کی بہت محبوب بیوی تہین۔ اور جیسا کہ
حضرت عائشہ کی ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اے عائشہ جتنا تو مجھے دیکھ کر
خوش ہوتی ہے اس سے زیادہ مین تجھے دیکھ کر خوش ہوتا ہون۔

حضرت عائشہ کے ساتھ آپ کا جو برتاؤ تھا وہ حسن معاشرت کا بہت اچھا
نمونہ تہا اور اُن کی جس قدر عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین تہی اس کا
اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات مین سے اگر کوئی بیوی حضرت
عائشہ کے معاملے مین کچھ کہتین تو آپ فوراً فرما دیا کرتے کہ عائشہ کے بارے
مین مجھے کوئی ایذا مت دو۔

صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ
مین اُس وقت کو بہی جانتا ہون جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور اس وقت کو
بہی جانتا ہون جب مجھ سے رنجیدہ ہوتی ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا
یارسول اللہ کس طرح تو آپ نے فرمایا کہ جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے
محمد کے رب کی قسم اور جب ناراض ہوتی ہے تو ابراہیم کے رب کی قسم کہتی ہے
حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین نے کہا ہان یہی بات ہے فقط غصہ مین مین
آپ کا نام چھوڑ دیتی ہون لیکن دل سے آپ کی محبت کبھی جدا نہین ہوتی

حضرت سودہ کے دل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر وقعت
تہی کہ انہون نے آنحضرت کی خوشی کے لئے اپنے تمام حقوق حضرت عائشہ کو

بخش دئے تھے او جنت مین آپ کی بیوی بننے کے لئے ازواج مطہرات مین
شامل رہین۔

ام المؤمنین ام حبیبہ کے دل مین آنحضرت کی جو عظمت تھی وہ اس
واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جو تم میری تقریر مین سن چکی ہو کہ جب ان کے والد
ابوسفیان اسلام لانے سے پہلے اُن کے پاس آئے تو انہون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش جس پر آپ آرام فرماتے تھے تہ کر دیا۔ اور جب
ابوسفیان نے سبب پوچھا تو کہدیا کہ جو شخص شرک کی نجاست سے آلودہ ہو
وہ کوئی حق نہین رکھتا۔ کہ آنحضرت کے بستر پر بیٹھے

حضرت صفیہ جن کے تمام اعزا اور اقربا جنگ مین شہید ہو گئے تھے جب
آپ کی شرف زوجیت سے مشرف ہوئین تو تمام رنج بھول گئین۔

خواتین امہات المومنین کے اس قدر حالات سننے کے بعد تم کو خود معلوم
ہو گیا ہو گا کہ اُن کی اس قدر محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کا
نتیجہ تھی۔ آپ نے سب کے یکسان حقوق مقرر کر رکھے تھے۔ سب کے ساتھ
انصاف کا یکسان برتاؤ تھا۔ آپ نے کسی ایک کے لئے دوسری کو کوئی ایسی
بات نہین کھی جس سے اُس کو رنج ہوتا اُن کے آپس کے حقوق مین کوئی امتیاز
نہ تھا جو ایک کی حالت تھی وہی دوسری کی تھی۔ آپ کے حسن اخلاق نے
ازواج مطہرات کو آپ کا اس قدر گرویدہ بنا یا تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے

ان سب کو اختیار دیدیا کہ وہ یا دنیا کو اختیار کرلین یا رسول اللہ کو۔ لیکن کسی
ایک زوجہ مطہرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین دنیا کو پسند نہین
فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ خوش و خرم اپنی زندگی بسر کی
اسی طرح ہر ایک کے ساتھ آپ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے آپ کی
تواضع حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی آپ ہر ایک کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک
کیا کرتے تھے حضرت انس جن کو دس سال آپ کی خدمت کا شرف حاصل
رہا کہتے ہین کہ آپ نے مجھے اُف تک نہین کہا۔ اگر کوئی غلام بھی آپ کی
دعوت کرتا تو نہایت خوشی سے آپ قبول فرماتے تھے۔ غریب۔ مسکین
بیمارون کی عیادت کرتے تھے اور اُن کی امداد فرماتے تھے۔ جس سے
آپ گفتگو فرماتے وہ بھی سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آنحضرت کے نزدیک کوئی
عزیز نہین ہے۔ آپ بڑون کی ہمیشہ تعظیم کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کی
رضاعی مان آئین تو اپنی چادر بچھادی۔ ثوبیہ ایک عورت نے بھی آپ کو
دودہ پلایا تھا جب تک وہ زندہ رہین آپ اون کی مدد فرماتے رہے
آپ کے پاس سے کوئی سائل خالی نہ جاتا تھا حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ
آپ ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے ایک مسکین آیا آپ نے وہ چادر
اسے اڑہادی۔ اور فرمایا کہ بنسبت میرے تو زیادہ مستحق ہے۔ غلام اور
خدمت گارون کو بھی آپ حقیر نہ سمجھتے تھے۔ اگر کوئی ایذا دیتا تو آپ معاف

کر دیتے کوئی ظلم کرتا آپ صبر کرتے اور فرماتے کہ خدا موسیٰ علیہ السلام پر رحم
کرے جنھین مجھ سے زیادہ تکلیف دی گئی ہے۔ جس طرح آپ خود افعال
حسنہ کا نمونہ تھے اسی طرح آپ لوگون کو بھی نصیحت فرماتے تھے ایک دن
معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا
سچ بولنا وعدہ وفا کرنا، امانت مین کبھی خیانت نہ کرنا ہمسایہ کے حقوق کی حفاظت
کرتے رہنا یتیم پر ہر وقت مہربانی کرنا بات نرمی سے کھنا۔ سلام کی کثرت
رکھنا۔ اچھے کام کرنا۔ دنیا کی حرص کم کر دینا ایمان کو لازم کر لینا۔ قرآن کو
خوب سمجھنا، آخرت کا خیال رکھنا، قیامت کے حساب سے ڈرتے رہنا ہمیشہ عاجزی کرنا
اے معاذ مین تمکو ان باتون کی ممانعت کرتا ہون کہ کسی دانشمند آدمی کو
بھی گالی نہ دینا۔ امام عادل کی نافرمانی نہ کرنا، ملک مین فساد نہ مچانا جو گناہ
خفی ہو اس کی توبہ بھی مخفی کرنا اور جو گناہ علانیہ سرزد ہو جائے اوس کی توبہ بھی
علانیہ کرنا اور یاد رکھو کہ بندگان خدا مین ایسا ہی ادب ہوا کرتا ہے اور مین خدا ہی
کے بندون کو مکارم اخلاق اور محاسن آداب کی طرف بلاتا ہون۔

خواتین! اب مین اپنی تقریر کو اس دعا پر ختم کرتی ہون کہ اللہ تعالیٰ مجھکو تمکو
سب مسلمانون کو اس نصیحت پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ